هفت روزہ

خدّام الدّین لاہور

زیرِ سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۳ ستمبر ۱۹۶۰ء

یکے از مطبوعات انجمن خدّام الدّین ◎ لاہور

ہدیہ ۱۴ /

خاکِ پاکستان میں کیوں ہے، نورِ یزداں کی کمی؟

اثر صہبائی

گونج اٹھا ہے صبحِ آزادی کے نغموں سے وطن
جاگ اٹھیں اب باغباں بیدار ہوں اہلِ چمن

دستِ فطرت کر رہا ہے بزمِ نو کا اہتمام
لالہ و گُل اب بدل ڈالیں پُرانے پیرہن

کاش! پا لیں اس حقیقت کو ہمارے باغباں
نرگس و شمشاد سے کچھ کم نہیں خارِ وطن

اہلِ زر کی تُربتیں بھی زرنگار و لالہ پوش
اور ناداروں کی نعشیں بھی ہیں بے گور و کفن

کیا یہی آدم ہے اسرارِ خلافت کا امیں
دُشمنِ حق، دشمنِ یزداں، حلیفِ اہرمن

ہے نہاں حُسنِ عمل میں عظمتِ انساں کا راز
تو سمجھتا ہے کمالِ زندگی ہے مکر و فن

خاکِ پاکستان میں کیوں ہے نورِ یزداں کی کمی
شعلہ افشاں کیوں ہے ہر سُو اہرمن ہی اہرمن

کیوں نہیں میرے وطن میں ایسے مردانِ خدا
جن کی تکبیروں سے ہو ہنگامہ باطل شکن

کاش پھر صدیق رضؓ و فاروق رضؓ و علی رضؓ ہوں جلوہ گر
وہ غلامانِ محمد صلعم وہ سلاطینِ زمن

وہ جہاں بیں وہ جہاں باں وہ جہانگیر و فقیر
وہ خُدا آگاہ! وہ غارت گرانِ اہرمن

(نغماتِ صداقت)

هفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد [illegible] | جمعۃ المبارک ۳۰ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۶۰ء | شمارہ [illegible]

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا اجلاس!

نیویارک ۔ امریکہ میں اقوام متحدہ کی "جنرل اسمبلی" کا اجلاس ۲۰ ستمبر سے منعقد ہونے والا ہے ۔ پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہ مغربی ممالک کی آلہ کار ایک جماعت ہے ۔ جو اس کے اشارہ پر چلتی اور سامراج کی حمایت کرتی ہے ۔ مگر اب روس پر یہ الزام ہے کہ وہ اسمبلی اور حفاظتی کونسل کو اپنے پروپیگنڈا کے لئے استعمال کرتا اور اس سے اپنی سرد جنگ کو کامیاب بنانے کے لئے کام لیتا ہے ۔ حقیقت خواہ کچھ بھی ہو ۔ جنرل اسمبلی پر اس وقت کسی ایک فریق کا مالکانہ قبضہ نہیں ہے ۔ ہر دو گروپ کے ہمخیال ممالک اسکے ممبر ہیں اور دونوں کوشش کرتے ہیں کہ ان کی سیاست چھا جائے اور وہ اپنی بات منوائیں ۔ ہمارے خیال میں اقوام متحدہ کی یہ بڑی کامیابی ہے کہ ممبر ممالک اس کے توسط سے اپنے دعاوی یا مقاصد میں کامیاب ہونے کے لئے جدوجہد کریں ۔ اگر دنیا کے اکثر ممالک چین کی طرح اقوام متحدہ کے فیصلوں سے آزاد اور من مانی کارروائی کرتے رہیں تو پھر جنرل اسمبلی کا کیا وقار باقی رہ سکتا ہے ۔

جنگ مصر کے بعد کانگو کا ہنگامہ نہایت خطرناک صورت اختیار کر گیا ہے اس میں اقوام متحدہ کی مداخلت سے قیام امن اور غیر جانبدارانہ طرز عمل سے ذمہ دار حکومت کی امداد اقوام متحدہ کے وقار کو چار چاند لگا دے گی ۔ مگر افسوس کہ ہر دو گروپوں کے لیڈر اس معاملہ میں ایک دوسرے کو بدعنوانیوں کا ملزم قرار دے رہے ہیں اور اس لئے ہونے والا اجلاس بجائے "خوش آئند" ہونے کے ناشدنی امور کے خطرات اپنے دامن میں چھپائے ہوئے ہے ۔

روس کے وزیر اعظم مسٹر خروشیف نے اعلان کیا ہے کہ وہ اس کے اجلاس میں روسی وفد کی قیادت خود کریں گے ۔ اور اس نے یہ خواہش بھی ظاہر کی ہے کہ تمام ممالک کے سربراہ بہ نفس نفیس اپنے اپنے وفود کی قیادت کریں ۔ حال تک کی اطلاعات کے مطابق لندن کے وزیر اعظم مسٹر میکملن تو خود شریک نہ ہو سکیں گے ۔ فرانس کے جنرل ڈیگال اور امریکہ کے آئزن ہاور کا پورا پورا پتہ ابھی تک نہیں لگ سکا کہ وہ خود بھی اجلاس میں شریک ہوں گے یا نہیں مگر مصر کے جمال ناصر، یوگوسلوکیہ کے صدر جنرل ٹیٹو، انڈونیشیا کے صدر سوکارنو، بھارت کے پنڈت نہرو، اور اسی طرح کے اور بھی چند سربراہ شرکت کا ارادہ کر رہے ہیں ۔ انڈونیشیا کے صدر اسمبلی میں خاص تقریر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ جمال ناصر، خروشیف اور آئزن ہاور سے ملنا اور تبادلہ خیالات کرنا چاہتے ہیں ۔ کانگو کے لومبا اور صدر کاسا وولو دونوں کے علیحدہ علیحدہ وفد شریک ہونا چاہتے ہیں ۔ دیکھئے اسمبلی کی انتظامیہ کون سے وفد کو اجازت دیتی ہے ۔ بعد کی خبر ہے کہ کانگو کا وزیر اعظم لومبا روپوش ہو گیا ہے ۔ اور حکومت کے نظم و نسق پر صدر کاسا وولو چھا رہا ہے ۔

بہرحال کانگو کا معاملہ خطرناک ہے ۔ ہر دو گروپوں کے لیڈر اس میں ایک دوسرے پر غلط مداخلت کا الزام دھر رہے ہیں ۔ افریقی ممالک کی علیحدہ کانفرنس بھی اس موقع پر ہونے کا امکان ہے ۔ خاص بات یہ ہے کہ امریکہ میں پہلے جب خروشیف دورے پر آیا تھا تو جا بجا اس کا شاہانہ استقبال کیا گیا تھا ۔ مگر اب کے نہ اس سے امریکی حکومت خوش ہے نہ امریکی عوام! اب تک ایسے چند عالمی سطح کے واقعات پیش آ چکے ہیں ۔ جن سے دونوں ممالک کے دوستانہ تعلقات کے ظاہری پردے چاک ہو چکے ہیں —— جیسے روسی طیاروں کو مار گرانا اور ایک دوسرے کو دھمکیاں دیتے رہنا ۔ معلوم ہوا ہے کہ امریکی گورنمنٹ نے مسٹر خروشیف کی نقل و حرکت پر پابندی عائد کر دی ہے کہ وہ امریکہ میں مقررہ حدود سے تجاوز نہ کر سکیں گے ۔ ہمارے خیال میں خروشیف کی حفاظت کے لئے بھی ایسا کرنا ناگزیر ہے ۔ کسی غیر ذمہ دارانہ حرکت کا امکان سے فعل میں آ جانا امریکی وقار کو بھی تباہ کر سکتا ہے ۔ مصر کے جمال ناصر نے مختلف شعبہ جات کے ماہرین بھی ساتھ رکھے ہوئے ہیں ۔ الجزائر کا مسئلہ بھی لاینحل ہے ۔ جس کے لئے دنیا بھر میں کروڑوں انسان دست بدعا اور گوش بر آواز ہیں، عربوں اور یہودیوں کی کشمکش کو بھی کسی ٹھکانے لگانا آسان کام نہیں ہے تخفیف اسلحہ کی رٹ لگائی جاتی ہے ۔ مگر ان الفاظ سے وہ معنی مراد نہیں ہوتے جو ڈکشنری میں ہیں ۔ یہاں تخفیف اسلحہ سے مراد "تکثیر" مساعی امن سے مراد "تیاری جنگ" اور اقوام متحدہ سے مراد "اقوام مختلفہ" ہے —— سیاسی تدبر کی جگہ بعض ممبر منافقت کو بروئے کار لاتے ہیں ۔ اس اجلاس میں ایک خصوصیت یہ بھی ہوگی کہ اس میں دو متقابل گروپوں کے سوا ایک پورا گروپ غیر جانب دار پالیسی کا علمبردار بھی موجود ہوگا ۔ اس اجلاس میں چالاک قسم کے لیڈر کمزور ممالک کو اپنے ساتھ آنے کی ساحرانہ تقریریں کریں گے ۔ دلیر اور شیر دل لیڈر اپنی دو ٹوک بات اور بہادرانہ عزم اور قوت فیصلہ سے اس کا منہ توڑ جواب دے کر اپنا بچاؤ کرنے کی کوشش کریں گے ۔ یہاں عالمی دوروں کی کڑی پکے گی آئندہ کے لئے منصوبے تیار ہوں گے ۔ سیاسی پہلوان اپنی اور حریف کی قوت کا موازنہ کریں گے ۔

بہرحال یہ اجلاس نہایت اہم ہے اور اس وقت دنیا پر خطرات کے بادل چھائے ہوئے ہیں ۔ اور بقول پنڈت نہرو کے "حالات اس درجہ خراب ہیں کہ چند سال پیشتر ایسے کبھی خراب نہیں ہوئے ۔

اللہ تبارک و تعالٰے سے دعا ہے کہ اس برق و رعد میں اسلام اور اہل اسلام کے لئے باران رحمت پوشیدہ ہو ——!

وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللهِ بِعَزِيز

احادیث الرسول صلے اللہ علیہ وسلم

جمعہ کی وجہ تسمیہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قِیْلَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَیِّ شَیْئٍ سُمِّیَ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ قَالَ لِاَنَّ فِیْھَا طُبِعَتْ طِیْنَۃُ اَبِیْکَ اٰدَمَ وَفِیْھَا الصَّعْقَۃُ وَالْبَعْثَۃُ وَفِیْھَا الْبَطْشَۃُ وَفِیْ اٰخِرِ ثَلٰثِ سَاعَاتٍ مِنْھَا سَاعَۃٌ مَنْ دَعَی اللّٰہَ فِیْھَا اسْتُجِیْبَ لَہٗ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ جمعہ کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس دن میں تیرے باپ آدمؑ کی مٹی جمع کی گئی اور اس کا خمیر کیا گیا تھا۔ اور اسی روز نفخہ ہو گا۔ یعنی صور پھونکا جائے گا۔ جس سے دنیا کی ساری مخلوق مرجائے گی اور اسی روز ساری مخلوق کو زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اور اسی روز داروگیر یعنی قیامت ہوگی۔ اور اسی دن کے آخری تین گھڑیوں میں ایک گھڑی ایسی ہے۔ جس میں جو دعا کی جائیگی قبول ہو گی۔

جمعہ کے دن مرنے کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَمُوْتُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اَوْ لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ اِلَّا وَقَاہُ اللّٰہُ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو وفات پائے۔ وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے

جمعہ کا دن عید کا دن ہے

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَرَأَ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الْاٰیَۃَ وَعِنْدَہٗ یَھُوْدِیٌّ فَقَالَ لَوْ نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ عَلَیْنَا لَاتَّخَذْنَاھَا عِیْدًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاِنَّھَا نَزَلَتْ فِیْ یَوْمِ عِیْدَیْنِ فِیْ یَوْمِ جُمُعَۃٍ وَیَوْمِ عَرَفَۃَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

ترجمہ: ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ آیت ایک یہودی کے سامنے پڑھی۔ الیوم اکملت لکم دینکم الخ یعنی آج کے دن میں نے پورا کیا تمہارا دین۔ یہودی نے یہ سن کر کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی۔ تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ ابن عباسؓ نے کہا۔ یہ آیت اتری ہے دو عیدوں کے دن۔ یعنی جمعہ اور عرفہ کے دن۔

جمعہ کا دن روشن دن ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَجَبُ قَالَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ قَالَ وَکَانَ یَقُوْلُ لَیْلَۃُ الْجُمُعَۃِ لَیْلَۃٌ اَغَرُّ وَیَوْمُ الْجُمُعَۃِ یَوْمٌ اَزْھَرُ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ

ترجمہ:۔ انسؓ کہتے ہیں کہ جب رجب کا مہینہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اللھم بارک لنا فی رجب و شعبان و بلغنا رمضان۔ یعنی اے اللہ برکت دے تو ہم کو رجب اور شعبان کے مہینوں میں اور پہنچا ہم تک ماہ رمضان کو اور انسؓ نے یہ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن چمکتا دن ہے

جمعہ کی نماز کی تاکید

عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّھُمَا قَالَا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَلٰی اَعْوَادِ مِنْبَرِہٖ لَیَنْتَھِیَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِھِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَیَخْتِمَنَّ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ ثُمَّ لَیَکُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِیْنَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ اور ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لکڑی کے ممبر پر یہ فرماتے سنا ہے کہ لوگ جمعہ کو چھوڑنے سے باز رہیں۔ یعنی جمعہ کے دن کی نماز کو نہ چھوڑیں ورنہ خداوند تعالےٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور وہ غافل لوگوں میں شمار ہونے لگیں گے۔ اللھم اعذنا منھم۔

جمعہ کی نماز تاخیر کرنے پر وعید

عَنْ اَبِی الْجَعْدِ الضَّمِیْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ ثَلٰثَ جُمَعٍ تَھَاوُنًا بِھَا طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قَلْبِہٖ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ وَرَوَاہُ مَالِکٌ عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ سُلَیْمٍ وَاَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ۔

ترجمہ:۔ ابوالجعد الضمیری کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص سستی سے تین جمعوں کی نماز کو ترک کریگا۔ اللہ تعالےٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔

نماز جمعہ کو ترک کرنے کا کفارہ

عَنْ سَمُرَۃَ ابْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ الْجُمُعَۃَ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ فَلْیَتَصَدَّقْ بِدِیْنَارٍ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِنِصْفِ دِیْنَارٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدُ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

ترجمہ:۔ سمرہ بن جندبؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے بغیر کسی معقول عذر کے جمعہ کی نماز کو ترک کیا۔ اس کو چاہیئے کہ وہ ایک دینار صدقہ کرے۔ اگر اتنا ممکن نہ ہو تو آدھا دینار۔

جمعہ کی نماز کس پر واجب ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْجُمُعَۃُ عَلٰی مَنْ اٰوَاہُ اللَّیْلُ اِلٰی اَھْلِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ کی نماز اس شخص پر واجب ہے جو جمعہ کی نماز پڑھ کر رات کو اپنے اہل و عیال میں پہنچ جائے۔

عَنْ طَارِقِ ابْنِ شِھَابٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْجُمُعَۃُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ جَمَاعَۃٍ اِلَّا عَلٰی اَرْبَعَۃٍ عَبْدٍ مَمْلُوْکٍ اَوِ امْرَاَۃٍ اَوْ صَبِیٍّ اَوْ مَرِیْضٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدُ۔

ترجمہ:۔ طارق بن شہابؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ حق ہے ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ واجب ہے سوائے چار شخصوں کے جن پر نماز جمعہ واجب نہیں ہے ۳ غلام پر، عورت پر، بچہ اور بیمار پر،

خطبہ یوم الجمعہ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۶ر ستمبر ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

کون لوگ ہیں۔ جو ایسے کام کرتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی رحمت کو کھینچکر لائیں

اور

کون لوگ ہیں۔ جو ایسے کام کرتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے غصہ کو بھڑکائیں۔

عنوان کے پہلے حصہ کے شواھد

پہلا شاہد

قَالَ اللہُ هٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا ط رَضِیَ اللہُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○ (سورہ المائدہ ع ۱۶ پ ۷ -

ترجمہ:۔ اللہ فرمائے گا۔ یہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئیگا ان کے لئے باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ان سے اللہ راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہی بڑی کامیابی ہے ÷

حاشیہ شیخ الاسلام

مولانا شبیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ جو لوگ اعتقاداً اور قولاً اور عملاً سچے رہے ہیں جیسے حضرت مسیح علیہ السلام ان کو سچائی کا پھل آج ملے گا۔"

حاصل

جو لوگ دنیا میں واقع ہیں جو سچ ہے اس کے پابند رہے۔ ان کو سچ ہی بارگاہِ الٰہی میں عزت دلائیگا۔ مثلاً جو لوگ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا نہیں کہتے۔ بلکہ بندہٗ خدا مانتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بندہ خدا اور مقرب الٰہی مانتے ہیں۔ اور آپ کو سچا رسول جانتے ہیں۔ اور بارگاہ الٰہی میں ان کو قیامت کے دن شفیع (شفاعت کرنے والا) مانتے ہیں۔ جیساکہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جب دوزخی دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ میں جاؤنگا۔ دربار الٰہی میں حاضر ہونے کی اجازت چاہونگا جب اجازت ہوگی۔ تب حاضر ہو جاؤنگا۔ جب اللہ تعالیٰ پر نگاہ پڑیگی تو سربسجود ہو جاؤنگا۔ جب تک اللہ تعالیٰ چاہیگا مجھے سجدہ میں پڑا رہنے دیگا۔ پھر فرمائیگا۔ اے محمدؐ سر اٹھا۔ اور تو کہہ تیری بات سنی جائے گی اور شفاعت کر۔ تیری شفاعت قبول کی جائے گی۔ اور مانگ۔ جو مانگے گا وہ تمہیں دیا جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں۔ پھر میں سر اٹھاؤنگا۔ پھر اپنے رب کے متعلق ثناء اور تحمید عرض کروں گا۔ جو اس وقت وہ ثناء اور تحمید اللہ تعالیٰ مجھے سکھائیگا۔ پھر میں شفاعت کرونگا۔ پھر میرے لئے حد بندی کر دی جائے گی (کہ اس قسم کے مجرموں کو دوزخ سے نکال کر لے آئے) پھر وہاں سے نکل کر باہر آؤں گا۔ پھر ان لوگوں کو دوزخ سے نکال کر لاؤں گا۔ اور انہیں بہشت میں داخل کروں گا۔ پھر اسی طرح آپ کو دوبارہ سہ بارہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں شفاعت کے لئے جانا پڑے گا۔ یہاں تک کہ دوزخ میں اور کوئی نہیں رہے گا۔ سوائے ان کے جنہیں قرآن نے اپنی مخالفت کے باعث دوزخ میں پہنچایا ہے۔ یعنی ان پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا لازم ہو چکا ہے۔

دوسرا شاہد

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللہُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○ سورہ توبہ ع ۱۳ پ ۱۱ -

ترجمہ:۔ اور جو لوگ قدیم ہیں۔ پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والوں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ

کہلانے والے حضرات کا مقصد یہی ہے

کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے پابند ہیں اور آپ کی مقدس جماعت صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کہلانے والے وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ والی جماعت ہیں۔

تیسرا شاہد

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝ مریم ع ۴ پ ۱۶

ترجمہ:- اور کتاب میں اسماعیل (علیہ السلام) کا ذکر بھی کر۔ بیشک وہ وعدہ کا سچا اور بھیجا ہوا پیغمبر تھا۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتا تھا۔ اور اپنے رب کے ہاں پسندیدہ تھا۔

اس قسم کے واقعات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اس قسم کے واقعات اس لئے، سنائے جاتے ہیں۔ تاکہ مسلمان ان واقعات کو سن کر انہیں حضرات کے نقش قدم پر چلیں اور مقبول بارگاہ الٰہی ہوں۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

چوتھا شاہد

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورۃ المجادلۃ ع ۳ پ ۲۸

ترجمہ:- آپ ایسی کوئی قوم نہیں پائینگے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو۔ اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں۔ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے اور وہ انہیں بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے یہی اللہ کا گروہ ہے۔ خبردار! بیشک اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے حزب اللہ کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قرآن مجید کے جو مخالف ہیں۔ ان سے کسی قسم کے تعلقات نہیں رکھتے۔ اگرچہ ان کے باپ ہوں۔ یا بیٹے ہوں یا بھائی ہوں۔ واقعی یہ اپنوں سے بھی قطع تعلق کر لینا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مخالف ہوں یہ بڑی ہمت اور بہادری کی چیز ہے کیونکہ شیطان ان کے دل میں یہ ڈراوے دیگا۔ کہ جب تم برادری سے کٹ جاؤگے۔ تو بے یار و مددگار ہو جاؤگے اگر تمہاری اولاد ہے تو نہ کوئی تمہارے بیٹوں کو رشتے دیگا اور نہ بیٹیاں کوئی لیگا۔ وہ ایسے بہادر ہوں گے۔ کہ یہ ڈراوے ان کے دل پر ذرا اثر نہیں ہونے دیں گے وہ یہ خیال کریں گے کہ اگر تقدیر میں اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے کے لئے کوئی لڑکی لکھی ہے۔ تو اور کوئی لے جا ہی نہیں سکتا۔ اور بیٹی کے لئے اگر اللہ تعالیٰ نے کوئی خاوند تقدیر میں تجویز کیا ہوا ہے۔ تو اسے اور کوئی رشتہ سوائے میری بیٹی کے پسند ہی نہیں آئے گا حزب اللہ کے افراد کی اس توکل کا کوئی جواب کسی کے پاس نہیں ہو گا۔

نتیجہ

یہ ہو گا کہ حزب اللہ کا ایمان بھی سلامت رہیگا۔ ان سے اللہ تعالےٰ بھی راضی رہیگا۔ اور ان کے سب کام تقدیر الٰہی کے موافق ہو کر رہینگے وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

پانچواں شاہد

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاۗؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝

سورۃ البینۃ ع ۱ پ ۳۰

ترجمہ:- بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے لئے بہشت ہیں۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی وہ ان میں ہمیشہ رہینگے۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے ؁

سبحان اللہ!

ایمان کامل اور اعمال صالحہ کے پابند لوگوں کو اللہ تعالیٰ کیا کیا خوشخبریاں سنا رہا ہے۔ پہلی خوشخبری تو یہ ہے کہ انہیں خیر البریہ کا لقب عطا فرمایا ہے۔ یعنی سب مخلوقات میں سے بہترین آدمی ہیں۔ دوسری خوشخبری یہ ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے بہشت میں رہینگے۔ تیسری خوشخبری جو انہیں سنائی گئی ہے وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔

اللھم اجعلنا منھم

عنوان کے دوسرے حصے کے شواہد

پہلا شاہد

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَاۗءَ ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّلَعِبًا ط ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ۝ سورہ المائدہ ع ۱۲ پ ۶

ترجمہ:۔ اے ایمان والو۔ ان لوگوں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے۔ ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی۔ اور کافروں کو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ اگر تم ایماندار ہو۔

حاصل

جو لوگ تمہارے دین پر مذاق اڑاتے ہیں۔ مثلاً یہود یا نصاریٰ یا مطلق کافر جو اسلام تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ اگر تم ایماندار ہو۔ تو خدا سے ڈرو۔ اور انہیں اپنا دوست مت سمجھو۔ کیونکہ وہ جب تمہیں گمراہ سمجھتے ہیں تو تمہارے مخلص دوست کب بن سکتے ہیں۔ ہاں۔ اگر دوستی کا اظہار کریں گے۔ تو وہ مخلصانہ نہیں بلکہ منافقانہ ہو گی وما علینا الا البلاغ

دوسرا شاہد

وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ خَالِدًا فِیْھَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ۝ سورہ النساء ع ۹ پ ۵

ترجمہ:۔ اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان کر قتل کرے۔ اس کی سزا دوزخ ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیگا اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔

مومن کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی سزا دوزخ میں ہمیشہ رہنا ہے اور اس قاتل پر اللہ تعالے کا غضب ہے۔ یعنی اللہ تعالے کو اپنا ہر بندہ اتنا پیارا ہے۔ کہ ناحق قتل کرنے والے کی سزا ہمیشہ کا دوزخ رکھی ہے۔ اور اس پر اللہ کا غضب ہے۔

تیسرا شاہد

وَّیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰہِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَیْھِمْ دَآئِرَۃُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَلَعَنَھُمْ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝ سورۃ الفتح ع ۱ پ ۲۶

ترجمہ:۔ اور تاکہ منافق مردوں اور عورتوں کو اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے۔ جو اللہ کے بارے میں برا گمان رکھتے ہیں انہیں پر بری گردش ہو اور اللہ نے ان پر غضب نازل کیا۔ اور ان پر لعنت کی۔ اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے۔ اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

منافق اور مشرک میں فرق

منافق اصل میں کافر ہی ہوتا ہے۔ مگر کسی دنیاوی مصلحت کی بناء پر اسلام کا اظہار کرتا ہے۔ جیساکہ قرآن شریف کی سورۃ بقرہ کے رکوع ۲ میں منافقین کا بیان مذکور ہے۔ وہ ملاحظہ ہو۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف ہنسی کرنے والے ہیں (یعنی جب ہم مسلمانوں سے یہ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں یہ ہنسی سے کہتے ہیں گویا کہ اصل تو منافق کافروں کی جماعت میں ہیں۔ مسلمانوں سے ہنسی کرتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اور مشرک وہ ہے جو کھلم کھلا عبادت غیر اللہ کی کرتا ہے۔ مثلاً سجدہ کرنا عبادت ہے۔ سجدہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے۔

جب

جب نبیوں کی قبروں پر سجدہ کرنیوالوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنت فرما رہے ہیں تو کیا اس حدیث شریف کے سننے کے بعد کوئی شخص کسی ولی کی قبر پر سجدہ کر سکتا ہے کیونکہ ولی تو درجہ میں نبی کے بعد ہوتا ہے۔ لہذا ولی کی قبر پر سجدہ کرنا بطریق اولیٰ گناہ ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ المبین

چوتھا شاہد

وَحَمَلْنٰہُ عَلٰی ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ کَانَ کُفِرَ ۝ سورہ قمر ع ۱ پ ۲۷

ترجمہ:۔ اور ہم نے نوح کو تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کیا۔ جو ہماری عنایت سے چلتی تھی۔ یہ اس کا بدلہ تھا۔ کہ جس کا انکار کیا گیا تھا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ!

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں "یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی بےقدری کی۔ اور اللہ کی باتوں کا انکار کیا۔ یہ اس کی سزا ملی۔"

پانچواں شاہد

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مَا ھُمْ مِّنْکُمْ وَلَا مِنْھُمْ وَیَحْلِفُوْنَ عَلَی الْکَذِبِ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا اِنَّھُمْ سَآءَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ سورۃ مجادلہ ع ۳ پ ۲۸

ترجمہ:۔ کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جنہوں نے اس قوم سے دوستی کر رکھی ہے جن پر اللہ کا غضب ہے نہ وہ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے اور وہ جان بوجھ کر جھوٹ پر قسمیں کھاتے ہیں اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بیشک وہ بہت ہی برا ہے۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام کے حواشی

یعنی منافق نہ پوری طرح تم مسلمانوں میں

شامل۔ کیونکہ دل سے کافر ہیں۔ اور نہ پوری طرح ان میں شریک کیونکہ بظاہر زبان سے اپنے کو مسلمان کہتے تھے۔

مذبذبین بین ذٰلک لا الیٰ ھٰؤلاء ولا الیٰ ھٰؤلاء۔

نمبر۲

یعنی بے خبری اور غفلت سے نہیں جان بوجھ کر جھوٹی بات پر قسمیں کھاتے ہیں۔ مسلمان سے کہتے ہیں۔ انھم لمنکم۔ کہ وہ تم میں سے ہیں اور تمہاری طرح سچے ...... ایماندار ہیں۔ حالانکہ ایمان سے کوئی دُور کی نسبت بھی نہیں۔

نمبر۳

جس کو دوسری جگہ فرمایا ......

ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار (نساء رکوع نمبر۲۱)

ترجمہ:۔ تحقیق منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے +

نمبر۴

یعنی خواہ ابھی ان کو نظر نہ آئے لیکن نفاق کے کام کر کے وہ اپنے حق میں بہت بڑا بیج بو رہے ہیں ـــ !

اللّٰھمّ اجعلنا من اصحٰب الجنۃ یا ارحم الرّاحمین بفضلك ومنك۔

مجلسِ ذکر

سیدنا و مخدومنا حضرت شیخ التفسیر مدظلہم احباب کوئٹہ کے شدید اصرار پر جمعرات ۱۵ ستمبر کو ۱ بجے دوپہر بذریعہ طیارہ کوئٹہ تشریف لے گئے۔ اس لئے "مجلسِ ذکر" کی تقریر پیش کرنے سے ہم قاصر رہے۔ حضرت اقدس سوموار کی صبح کو لاہور واپس تشریف لے آئے ہیں ـــ بفضلہٖ تعالےٰ

جناب محمد شفیع علاء الدین (سانگھڑ)

اللہ تعالیٰ کا احسان

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ کہ انہیں کامل ترین دین عطا فرمایا۔ جو سب خوبیوں کا حامل ہے۔ اور ہر دوسرا کی کامیابی کا زینہ ہے۔ اور ہر قسم کے نقص اور عیوب سے پاک ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (المائدہ آیت ۳)

ترجمہ:۔ آج میں تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر چکا ۔ اور میں نے تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا۔

"یعنی اس کے اخبار و قصص میں پوری سچائی، بیان میں پوری تاثیر، اور قوانین و احکام میں پورا توسط و اعتدال موجود ہے۔ جو حقائق کتب سابقہ اور دوسرے ادیان سماویہ میں محدود و ناتمام تھیں۔ اُن کی تکمیل و تتمیم اس دین قیم سے کر دی گئی۔ قرآن و سُنت نے "حلت و حرمت" وغیرہ کے متعلق تنصیصًا یا تعلیلاً جو احکام دیئے ان کا اظہار و ایضاح تو ہمیشہ رہے گا۔ لیکن اضافہ یا ترمیم کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ سب سے بڑا احسان تو یہ ہی ہے کہ اسلام جیسا مکمل اور ابدی قانون اور خاتم الانبیاء جیسا نبیؐ تم کو مرحمت فرمایا۔ مزید برآں طاعت و استقامت کی توفیق بخشی۔ روحانی غذاؤں اور دینوی نعمتوں کا دسترخوان تمہارے لئے بچھا دیا، حفاظت قرآن، غلبہٗ اسلام اور اصلاحِ عالم کے سامان مہیّا فرما دیئے اس عالمگیر اور مکمل دین کے بعد اب کسی اور دین کا انتظار کرنا سفاہت ہے۔ "اسلام" جو تفویض و تسلیم کا مرادف ہے۔ اس کے سوا مقبولیت اور نجات کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں۔

(تنبیہ) اس آیت "الیوم اکملت لکم دینکم" الخ کا نازل فرمانا بھی منجملہ نعمائے عظیمہ کے ایک نعمت ہے۔ اسی لئے یہود نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ امیرالمؤمنینؓ! اگر یہ آیت ہم پر نازل کی جاتی تو ہم اس کے یوم نزول کو عید منایا کرتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ مجھے معلوم نہیں کہ جس روز ہم پر یہ نازل کی گئی۔ مسلمانوں کی دو عیدیں جمع ہو گئی تھیں۔ یہ آیت ۱۰ھ ہجری میں "حجۃ الوداع" کے موقعہ پر "عرفہ" کے روز "جمعہ" کے دن "عصر" کے وقت نازل ہوئی۔ جبکہ میدانِ عرفات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے گرد چالیس ہزار سے زائد اتقیاء و ابرار رضی اللہ عنہم کا مجمع کثیر تھا۔ اس کے بعد اکیاسی روز حضورؐ اس دنیا میں جلوہ افروز رہے۔"

(حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ)

دُعا

رضینا باللّٰہ ربّا و بالاسلام دینا وَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَّرَسُوْلًا (حصن حصین)

ترجمہ:۔ ہم راضی ہیں اللہ کے رب اور اسلام کے دین اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نبی اور رسول ہونے پر۔

یہ دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھلائی ہے۔ آیئے زبان سے اس کو پڑھیں، دل سے تصدیق کریں اور پھر عملی زندگی بھی اسلام کے احکام کے مطابق بسر کریں اور اس نعمت کی پوری قدر کریں ـــ !

ایمان والوں پر احسان

اللہ نے بہت بڑا احسان فرمایا۔ کہ ہماری ہدایت کے لئے حضرت سیدنا خاتم النبیین سیدالمرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا راستہ ہمیں سمجھایا۔ اس نعمت کا ہم جتنا شکریہ ادا کریں کم ہے۔ اور جتنا اظہار نعمت کریں بجا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ

(باقی صـ۱۳ پر)

جناب ایم عبدالرحمٰن صاحب لودھیانوی (شیخوپورہ)

راعی اور رعایا کے فرائض

قرآنی شواہد

(۱) اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ (پ ۵ ع ۵)

(ترجمہ) بے شک اللہ تم کو فرماتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچا دو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

(تشریح) اللہ تعالےٰ جو تم کو ادائے امانت اور عدل کے موافق حکم دینے کا حکم فرماتا ہے تمہارے لئے سراسر مفید ہے

(۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ج

(پ ۵ ع ۵)

(ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو۔ اور رسول کا حکم مانو اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں۔

پہلی آیت میں حکام کو عدل کا حکم فرما کر اب اوروں کو حکام کی پیروی کا حکم دیا جاتا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکام کی اطاعت جب ہی واجب ہوگی جب وہ حق کی اطاعت کریں گے۔

(ف) حاکم اسلام بادشاہ یا صدر یا ان کا صوبہ دار یا قاضی یا سردار لشکر اور جو کوئی کسی کام پر مقرر ہو ان کے حکم کا ماننا ضروری ہے۔ جب تک کہ وہ خدا اور رسولؐ کے خلاف حکم نہ دیں اگر خدا اور رسولؐ کے حکم کے صریح خلاف کرے تو اس حکم کو ہرگز نہ مانئے۔

اگر تم میں اور اولی الامر میں باہم اختلاف ہو جائے کہ حاکم کا یہ حکم اللہ اور رسولؐ کے حکم کے موافق ہے یا مخالف تو اس کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف رجوع کرکے طے کر لیا کرو کہ وہ حکم فی الحقیقت اللہ اور رسولؐ کے حکم کے موافق ہے۔ یا مخالف، اور جو بات محقق ہو جائے اسی کو بالاتفاق مسلم اور معمول بہ سمجھنا چاہیے اور اختلاف کو دور کر دینا چاہیئے۔ اگر تم کو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ کیونکہ جس کو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہوگا وہ ضرور اختلاف کی صورت میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف رجوع کرے گا۔ اور ان کے حکم کی مخالفت سے بے حد ڈرے گا جس سے معلوم ہو گیا کہ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم سے بھاگے گا۔ وہ مسلمان نہیں۔ اس لئے اگر دو مسلمان آپس میں جھگڑیں۔ ایک نے کہا چلو شرع کی طرف رجوع کریں۔ دوسرے نے کہا میں شرع کو نہیں سمجھتا۔ یا مجھ کو شرع سے کام نہیں تو اس کو بے شک کافر کہیں گے۔

اپنے تنازعات اور اختلافات کو اللہ اور رسولؐ کی طرف رجوع کرنا اور اللہ و رسولؐ کی فرمانبرداری کرنی مفید ہے۔ آپس میں جھگڑنے یا اپنی رائے کے موافق فیصلہ کرنے سے اس رجوع کا انجام بہتر ہے۔

(حضرت مولانا عثمانی رح)

(۳) وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ٥

(پ ۶ - ع ۱۰)

(ترجمہ) اور اگر تو فیصلہ کرے تو ان میں انصاف سے فیصلہ کر، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(مطلب) قرآن کریم نے بار بار اس پر زور دیا ہے کہ کوئی شخص کتنا ہی شریر، ظالم اور بدمعاش کیوں نہ ہو۔ مگر اس کے حق میں بھی تمہارا دامن عدالت نا انصافی کے چھینٹوں سے داغدار نہ ہونے پائے۔ یہی وہ خصلت ہے جس کے سہارے زمین و آسمان کا نظام قائم رہ سکتا ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ٥ (پ ۶ ع ۱۱)

(ترجمہ) اور جو کوئی اس کے موافق حکم نہ کرے جو کہ اللہ نے اتارا ہو وہی لوگ کافر ہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ٥ (پ ۶ ع ۱۱)

(ترجمہ) اور جو کوئی اس کے موافق حکم نہ کرے جو اللہ نے اتارا، سو وہی لوگ ظالم ہیں۔!

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ٥۔ (پ ۶ ع ۱۱)

(ترجمہ) اور جو کوئی اس کے موافق حکم نہ کرے جو کہ اللہ نے اتارا۔ سو وہی لوگ نافرمان ہیں۔

(تفسیر) خدا نے ہر امت کا آئین اور طریق کار اس کے احوال و استعداد کے مناسب جداگانہ رکھا ہے اور باوجودیکہ تمام انبیاء اور ملل سماویہ اصول دین اور مقاصد کلیہ میں جن پر نجات ابدی کا مدار ہے باہم متحد اور ایک دوسرے کے مصدق رہے ہیں۔ پھر بھی جزئیات و فروع کے لحاظ سے ہر امت کو ان کے ماحول اور مخصوص استعداد کے موافق خاص خاص احکام و ہدایات دی گئیں۔

ارشادات نبویؐ

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ (مشکوٰۃ)

(۱) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ غور سے سنو۔ تم میں سے ہر شخص نگراں ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق بازپرس کی جائے گی۔ بادشاہ لوگوں پر محافظ ہے۔ اس سے ان لوگوں کے متعلق دریافت کیا جائے گا۔ اور جو بادشاہ نہیں ہے وہ شخص اپنے گھر والوں کا محافظ ہے۔ اس سے ان کے متعلق دریافت کیا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے امور خانہ داری کی محافظ ہے اور بچوں پر محافظ ہے اس سے ان امور کے متعلق دریافت کیا جائے گا۔ آدمی کا غلام اس کے مال کا محافظ ہے۔ اس سے اس مال کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ پھر سنو! تم میں سے ہر شخص محافظ ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔

(۲) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان آدمی کو حاکم کی اطاعت اور تابعداری کرنی چاہیئے خواہ وہ اس کام کو اچھا نہ سمجھتا ہو۔ بشرطیکہ اس کو کسی معصیت کا حکم نہ کیا جائے۔ اگر کسی معصیت کا حکم کیا جائے تو اس میں اطاعت اور تابعداری کا حکم نہیں ہے۔

(۳) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں رسول مقبولؐ نے فرمایا جس کو اپنے حاکم کی کوئی

بُری بات معلوم ہو تو اس کو صبر کرنا چاہیئے۔ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی علیحدہ ہو تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

(۴) حضرت عوف ابن مالکؓ کہتے ہیں۔ رسول قدسؐ نے فرمایا تم لوگوں کے وہ امام بہتر ہیں کہ تم ان کو محبوب رکھتے ہو وہ تمہارے واسطے بہتری کی دعا کرتے ہیں۔ اور تم ان کے واسطے بہتری کی دعا کرتے ہو۔ اور تم لوگوں کے شریر وہ حاکم ہیں کہ وہ تم کو بُرا سمجھیں اور تم ان کو بُرا سمجھو۔ وہ تم پر بد دعا کریں تم ان کے واسطے بد دعا کرو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم ان سے جنگ نہ کریں۔ حضورؐ نے فرمایا جب تک وہ نماز گذار رہیں (جب تک نماز پڑھتے رہیں) ایسا نہیں کرنا، سُنو! اگر تم پر کوئی حاکم بنایا جائے اور کسی معصیت کے کام کو کرے تو تم اس کو دل سے بُرا سمجھو۔ لیکن اطاعت میں کمی نہ کرو۔

(۵) حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں بادشاہوں کا مالک ہوں اور تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہوں۔ اور بادشاہوں کے قلوب میرے ہاتھ میں ہیں۔ اگر میرے بندے میری اطاعت کرتے ہیں تو میں بادشاہوں کے قلب ان کے واسطے رحمت والے اور نرم کر دیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں بادشاہوں کے قلوب سخت اور غصہ والے کر دیتا ہوں جس کی وجہ سے وہ ان کو سخت عذاب چکھاتے ہیں۔ لہٰذا تم لوگ بادشاہوں پر بد دعا کرنے میں مشغول نہ ہو۔ بلکہ اپنے نفسوں کو ذکر اور تضرع کی طرف مائل کرو۔ تمہاری جانب سے میں بادشاہوں کو کافی ہوں۔

(۶) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں حضور اکرمؐ نے فرمایا جو شخص لوگوں میں قاضی بنا دیا گیا گویا بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔

(۷) حضرت معاذ ابن جبلؓ کا بیان ہے کہ جب نبیٔ انورؐ نے مجھکو یمن کی جانب روانہ فرمایا تو دریافت کیا کہ تم لوگوں میں کس طرح فیصلہ کروگے؟ میں نے عرض کیا کتاب اللہ کے ذریعہ سے۔ فرمایا اگر کتاب اللہ میں بھی وہ حکم نہ ملے تو کیا کروگے؟ میں نے عرض کیا سنت رسولؐ اللہ سے حکم کروں گا۔ فرمایا اگر تم کو سنت رسولؐ میں بھی حاصل نہ ہو تو میں نے عرض کیا۔ اس وقت اجتہاد میں کوشش کروں گا۔ یہ سُن کر حضورؐ انور نے سینہ پر دست مُبارک مار کر فرمایا اس خدا کی تعریف ہے جس نے اپنے رسول کے رسول کو ایسی توفیق عنایت فرمائی کہ جس سے اللہ اور اس کا رسولؐ دونوں راضی ہوں۔

(۸) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

(۹) حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیٰؓ کہتے ہیں حضور انورؐ نے فرمایا جب تک قاضی ظلم پر کمر نہ باندھے۔ اس وقت تک خدا تعالیٰ اس کے ہمراہ رہتا ہے اور جس وقت ظلم شروع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے جُدا ہو جاتا ہے اور شیطان اس سے چمٹ جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ۔ کتاب الامارت والقضاء)

رعایا کی نگہبانی و حکمرانی

رعایا کی دیکھ بھال اور تنفیذ احکام ایک نہایت زبردست کام ہے اور زمین پر حق تعالیٰ کی خلافت ہے اور جب یہ عدل و انصاف سے خالی ہو جائے تو پھر یہ شیطان کی خلافت ہے۔ کیونکہ والیٔ ملک کے ظلم سے بڑھ کر اور کسی فساد کا دُنیا میں اثر نہیں۔ اور حکمرانی کی اصل، علم و عمل ہے اور حکمرانی کا علم دراز ہے لیکن ان علوم کا عنوان یہ ہے کہ حکمران کو یہ جاننا چاہیئے کہ حق تعالیٰ نے اسے دُنیا میں کیوں بھیجا ہے اور کس لئے بھیجا ہے۔ اور اس کی قرارگاہ کونسی ہے۔ دنیا تو اس کی منزل گاہ ہے نہ کہ قرارگاہ، اور وہ ایک مسافر کی حیثیت سے ہے۔ اس کی منزل کی ابتداء رحم مادر ہے اور اس کی انتہائی منزل اس کی قبر ہے۔ اور وطن اس کے علاوہ ہے۔ اور جو سال، مہینہ اور دن اس کی عمر میں گذرتا ہے وہ منزل کی طرح ہے۔ اس کی وجہ سے وہ اپنی قرارگاہ کے بہت نزدیک ہو جاتا ہے۔ جو شخص پُل پر سے عبور کرے اور پُل کی عمارات میں اپنا وقت صرف کرے۔ وہ نہایت احمق ہے۔

عقلمند وہ ہے جو دُنیا کی منزل میں سوائے زاد آخرت کے اور کسی شے کا خواہاں نہ بنے اور دنیا میں حسب ضرورت قناعت کرے۔ اور جو حاجت سے زیادہ ہوگا۔ وہ زہر قاتل ہے موت کے وقت اس کی خواہش ہوگی کہ کاش میرے خزانوں میں بجائے سونے چاندی کے خاک بھری ہوتی۔ جس قدر بھی جمع کرے گا۔ لیکن اُسے اس میں سے بقدر کفایت نصیب ہوگا۔ باقی سب حسرت و اندوہ کا باعث ہوگا اور حالت نزع میں تکلیف اٹھائے گا اور یہ حسرت بھی مال کے حلال ہونے کی صورت میں ہوگی۔ اگر حرام ہوگا تو عذاب آخرت اس حسرت سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔

دنیوی خواہشات سے دست بردار ہونا ناممکن ہے۔ مگر آدمی کا ایمان تو اس بات پر ہونا چاہیئے کہ لذت دُنیا فانی اور سراپا کدورت ہے اور اس کی وجہ سے لذتِ آخرت جو لازوال سلطنت ہے ضائع ہو جائے گی۔ لہٰذا چند دن تک صبر کر لینا نہایت سہل ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ بادشاہ کا ایک دن عدل کرنا ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔ اور جو حدیث شریف میں وارد ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی حق تعالیٰ کے سایہ میں ہوں گے تو ان سب میں سے جو پہلا شخص ہے وہ عادل بادشاہ ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ عادل بادشاہ حق تعالیٰ کا نہایت مقرب اور دوست ہوتا ہے اور سلطان عادل کی نماز ستر ہزار نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔

پادشاہی کے اصول

(۱) پہلا اصول یہ ہے کہ جب اس کے سامنے کوئی مقدمہ پیش ہو تو اپنے آپ کو رعیت خیال کرے اور بادشاہ کسی اور کو سمجھے اور جو بات اپنی ذات کے لئے پسند نہ کرے۔ وہ دوسرے کے لئے بھی نہ چاہے۔ اگر چاہے گا تو یہ اپنے منصب میں دغا اور خیانت ہوگی۔

(۲) دوسرا اصول یہ ہے کہ اپنے دروازے پر حاجتمندوں کے اجتماع کو پسند نہ کرے۔ اور جب تک کسی مسلمان کی حاجت باقی رہے۔ اس کے خطرے سے حذر کرتا رہے۔ اور کسی فعل و تعبد میں مشغول نہ ہو۔ کیونکہ مسلمان کی حاجت روائی کرنا نماز نفل سے بہتر ہے۔

(۳) تیسرا اصول یہ ہے کہ اچھا پہننے اور اچھا کھانے کی عادت نہ ڈالے اور ہر بات میں قناعت کرے۔ کیونکہ قناعت کے بغیر عدل ممکن نہیں۔

(۴) چوتھا اصول یہ ہے کہ ہر کام میں نرمی کرے۔ سختی سے کام نہ لے اور جو سختی کرے۔ اس کے ساتھ بھی نرمی سے پیش آئے۔ فرمایا ہے جو حاکم حکومت کا حق بجا لائے اس کے لئے حکومت اچھی شئے ہے اور جو بجا نہ لا سکے اس کے حق میں بُری ہے۔

(۵) پانچواں اصول یہ ہے کہ حاکم کوشش کرے کہ شریعت کی رعائتوں کے ساتھ رعایا سے خوش رہے۔ حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ سب حاکموں سے بہتر وہ حاکم ہیں۔ جنہیں تم دوست رکھو اور وہ تمہیں دوست رکھیں اور بدترین حکام وہ ہیں جنھیں تم بھی دشمن رکھو اور وہ تمہیں دشمن رکھیں (کیمیائے سعادت امام غزالی رح)

ارشاداتِ نبویؐ

(۱) حضرت معقل ابن یسارؓ کہتے ہیں۔ حضور اقدسؐ نے فرمایا مسلمانو! جو حاکم رعایا کی خیانت کرتے ہوئے فوت ہو جائے گا۔ اللہ تعالےٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔

(۲) حضرت معقل ابن یسارؓ کہتے ہیں نبی اکرم علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا جس بندے کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی حفاظت کے واسطے مقرر فرمائے گا اور وہ اس کی خیرخواہی و نگہداشت نہ رکھے گا۔ اس پر جنت کی بُو حرام ہے۔

(۳) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں حضور اکرم علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا۔ ظالم حاکم بدترین حاکم ہے۔

(۴) حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا۔ اے اللہ! میری اُمت پر جو حاکم ہو اگر وہ ان کے ساتھ سختی سے پیش آئے تو تُو اس کے ساتھ سختی کرنا۔ اور اگر گرمی سے پیش آئے تو تو اس پر نرمی اختیار کرنا۔

(۵) حضرت عبداللہ ابن عمر ابن عاصؓ کہتے ہیں۔ حضور انورؐ نے ارشاد فرمایا جو عادل بادشاہ اپنی رعایا کے جان و مال میں انصاف کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کے داہنی جانب نُور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ تعالےٰ کے دونوں ہاتھ داہنی جانب ہیں۔

(۶) حضرت کعب ابن عجرہؓ کہتے ہیں۔ مجھ سے رسول اکرمؐ نے فرمایا میں تم کو جُہلاء کی حکومت سے خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ کیوں؟ ارشاد فرمایا میرے بعد عنقریب ایسے اُمراء ہوں گے کہ جو شخص ان کے پاس جا کر ان کے جھوٹ پر اعانت کرے گا اور ان کی جھوٹی بات کی تصدیق کرے گا۔ اور ظلم پر ان کی تائید کرے گا۔ وہ نہ مجھ سے ہوگا۔ نہ میں اس سے، نہ وہ لوگ میرے حوض پر پہنچ سکیں گے۔ اور جو لوگ ان کے پاس نہ جائیں گے۔ نہ ان کے ظلم پر اعانت کریں گے۔ نہ ان کے جھوٹ کی تصدیق کریں گے تو وہ مجھ سے ہیں، اور میں ان میں سے؛ وہ میرے حوض پر بھی پہنچیں گے

(۷) حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں رسول اقدس علیہ الصلواۃ والسلام نے ارشاد فرمایا امام عادل خدا کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ محبوب اور قریب المجلس ہوگا۔ اور ظالم حاکم اللہ تعالےٰ کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ مبغوض اور بعید المجلس بھی ہوگا۔

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

شامتِ اعمال کا نتیجہ

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○ (پ ۲۱ ع ۸)

(ترجمہ) خشکی و تری میں لوگوں کے ہاتھ کی کمائی سے خرابی پھیل پڑی ہے۔ ان کو ان کے کام کا مزہ چکھانا چاہیئے تا کہ وہ پھر آئیں۔

(تفسیر) لوگ دین فطرت پر قائم نہ رہے کفر و ظلم دنیا میں پھیل پڑا اور اس کی شامت سے ملکوں اور جزیروں میں خرابی پھیل گئی۔ نہ خشکی میں امن و سکون رہا۔ نہ تری میں۔ روئے زمین کو فتنہ و فساد نے گھیر لیا۔ بحری لڑائیوں اور جہازوں کی لوٹ مار سے سمندروں میں بھی طوفان بپا ہو گیا۔ یہ سب اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے چاہا کہ بندوں کی بداعمالیوں کا تھوڑا سا مزا دنیا میں چکھا دیا جائے۔ پوری سزا تو آخرت میں ملے گی۔ مگر کچھ نمونہ تو یہاں بھی دکھلا دیں۔ ممکن ہے بعض لوگ ڈر کر راہِ راست پر آجائیں۔

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ (پ ۲۵ ع ۵)

(ترجمہ) اور جو کوئی تم پر سختی پڑے سو وہ اس کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت سے گناہ معاف کرتا ہے۔

(مطلب) جیسی نعمتیں ایک خاص اندازہ اور خاص اوقات و احوال کی رعایت سے دی جاتی ہیں۔ مصائب کا نزول بھی خاص اسباب و ضوابط کے ماتحت ہوتا ہے۔ مثلاً بندوں کو جو کوئی سختی اور مصیبت پیش آئے اس کا سبب قریب یا بعید بندوں ہی کے بعض اعمال و افعال ہوتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح جیسے ایک آدمی غذا وغیرہ میں احتیاط نہ کرنے سے خود بیمار پڑ جاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات ہلاک ہو جاتا ہے یا بعض اوقات والدہ کی بدپرہیزی بچہ کو مبتلائے مصیبت کر دیتی ہے۔ یا کبھی کبھی ایک محلہ والے یا شہر والے کی بے تدبیری اور حماقت سے پورے محلہ اور شہر کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے یہی حال رُوحانی اور باطنی بدپرہیزی اور بے تدبیری کا سمجھ لو۔ گویا دنیا کی ہر مصیبت بندوں کے بعض اعمال ماضیہ کا نتیجہ ہے اور مستقبل میں ان کے لئے تنبیہہ اور امتحان کا موقعہ بہم پہنچاتی ہے۔ اور یہ اس پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بندوں کے بہت گناہوں سے درگذر کرتی ہے۔ اگر ہر ایک جرم پر گرفت ہوتی تو زمین پر کوئی متنفس بھی باقی نہ رہتا اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے معاف کرتا ہے۔ ورنہ جس جرم پر سزا دینا چاہے۔ مجرم بھاگ کر کہیں روپوش نہیں ہو سکتا اور نہ اس کے سوائے دوسرا کوئی حمایت کے لئے کھڑا ہو سکتا ہے۔

(حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح)

یہ جو کچھ تکلیفیں تم کو پہنچتی ہیں تمہارے اعمالِ بد کا ثمرہ ہے۔ اور وہ بھی کسی قدر ورنہ بہت سی باتوں کو تو وہ درگذر کرتا ہے نیکوں پر جو دنیا میں مصائب آتے ہیں وہ اس سے مستثنےٰ ہیں۔ وہ صرف ان کی آزمائش اور رفع درجات کے لئے ہوتے ہیں۔ دنیا کی بھٹی میں یہ ان کے جوہر نورانی چمکانے کے لئے ناؤ ہیں

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ والی آیت کے تحت تفسیر حقانی میں یوں درج ہے۔ انسان پر خشکی و تری میں انواع و اقسام کے مصائب پڑنے لگے۔ موقع پر بارش کا نہ ہونا، قحط پڑ جانا، باغ اور کھیتوں کے پھل پھولوں پر آفت آنا، آندھی، اولوں کا آنا، سیلاب کا چھینا یا پیداوار کم اور ناقص ہونا، یہاں تک کہ مزے میں بھی کم ہونا، شیرہ والی چیزوں میں سے کم شیرہ پیدا ہونا، مواشی میں مری پڑنا، ان کی نسل کم پھیلنا، دودھ گھی کم دینا، تجارت اور کاروبار میں نفع کم آنا، مصارف کا بڑھ جانا، ہر چیز کا گراں ہو جانا، حاکم کا ظالم و طماع (طمع کرنے والا) ہونا، قانون اور انصاف کے پیرایہ میں رعایا کو تباہ کر دینا، باہم بادشاہو اور قوموں میں جنگ قائم ہو کر ہزاروں کا بے خانماں ہو جانا، صدہا کا مارا جانا، بیماریوں کی کثرت، ہیضہ کا زور، خاردار درختوں اور موذی جانوروں کا بکثرت پیدا ہو کر انسان کو تکلیف پہنچانا، باہمی الفت و محبت و اتفاق کی جگہ عداوت و بغض و نفاق پھیلنا، حیا و شرم کا اُٹھ جانا۔ بے حیائی اور فحش کی ترقی ہونا، چھوٹوں کا بڑوں سے بے ادب اور گستاخ ہو جانا، باہم چوری، زناکاری، خون ریزی اور بدامنی پھیلنا۔

یہ ہیں وہ بلائیں کہ جو انسان کی کرتوت سے پیدا ہوتی ہیں، اسی طرح دریا کی بلاؤں کو سمجھ لیجئے ـــ!

جن باتوں کا اوپر بیان ہوا ہے۔ وہ آج کل سب پائی جاتی ہیں۔ بلکہ پہلے سے بھی بہت زیادہ لوگ مذکورہ عذاب میں مبتلا ہیں۔

(۱) اناج کی قلت (۲) خالص دودھ اور گھی کی گرانی اور نایابی (۳) قتل و زنا کی کثرت (۴) مخلوط تعلیم، کلبوں میں مردوں اور عورتوں کے ننگے ناچ۔ خواتین کا اجتماع، بے حیائی

اور فواحش کا دور دورہ (۵) دیگر جملہ ضروریات زندگی کی قلت اور گرانی، بود و باش کے لئے مکانات کی قلت۔ آئے دن سیلاب کا آنا اور سڑکوں و عمارتوں کی تباہی، زندگیوں کا تلف ہونا، ہیضہ اور ٹی بی و دیگر امراض کا زور شور، علاج کا گراں ہونا، تعلیم دینی سے بیزار ہونا، بیکاری کا بڑھنا، نا اتفاقی، مقدمہ بازی وغیرہ یہ سب شامت اعمال کا نتیجہ ہے۔

جیسا کروگے ویسا بھروگے

(۱) كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ۝

(پ ۲۷ ع ۳)

(ترجمہ) ہر آدمی اپنی کمائی میں پھنسا ہوا ہے عدل کا مقتضا یہ ہے کہ جس آدمی نے جو کچھ اچھا یا برا عمل کیا ہے اسی کے موافق بدلہ پائے۔ آگے اللہ کا فضل ہے کہ وہ کسی کی تقصیر معاف فرمائے یا کسی کا درجہ بلند کردے ہر آدمی اپنے اعمال میں بند ہے۔ تاکہ کوئی اپنے بزرگوں پر بھروسہ کرکے آپ ایمان و عمل صالحہ کی کوشش سے آزاد نہ بن بیٹھیں

(۲) وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ (پ ۵ ع ۸)

(ترجمہ) اور جو تجھ کو برائی پہنچے سو تیرے نفس کی طرف سے ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ! ان کو جواب دے دو کہ بھلائی اور برائی سب اللہ کی طرف سے ہے۔ سب باتوں کا موجد اور خالق اللہ تعالےٰ ہے۔ اس میں کسی دوسرے کو دخل نہیں، یہ اللہ کی حکمت ہے۔ وہ تم کو سدھاتا اور آزماتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جملہ بھلائی اور برائی کا موجد ہر چند اللہ ہے۔ مگر بندے کو چاہیئے کہ نیکی اور بھلائی کو حق تعالےٰ کا فضل و احسان سمجھے اور سختی و برائی کو اپنے اعمال کی شامت جانے۔

(۳) وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ (پ ۱۶ ع ۱۶)

(ترجمہ) اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو اس کو تنگی کی گذران ملتی ہے اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا کرکے لائیں گے وہ کہے گا اے رب! مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا اور میں تو دیکھنے والا تھا۔ فرمایا یونہی تجھ کو ہماری آئتیں پہنچی تھیں پھر تو نے ان کو بھلا دیا اور اسی طرح آج تجھ کو بھلا دیں گے۔

(مطلب) جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو کر محض دنیا کی فانی زندگی ہی کو قبلہ مقصود سمجھ بیٹھتا ہے۔ اس کی گذران مکدر اور تنگ کر دی جاتی ہے۔ گو دیکھنے میں اس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامان عیش و عشرت نظر آئیں، مگر اس کا دل قناعت و توکل سے خالی ہونے کی بناء پر ہر وقت دنیا کی مزید حرص میں ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے۔ کسی وقت ننانوے کے پھیرسے قدم باہر نہیں نکالتا، موت کا یقین اور زوال دولت کے خطرات الگ سوہان روح رہتے ہیں۔ یورپ کے اکثر دولتمندوں کو دیکھ لیجئے کسی کو رات دن میں دو گھنٹے اور کسی خوش قسمت کو تین چار گھنٹے سونا نصیب ہوتا ہوگا۔ بڑے بڑے کروڑ پتی دنیا کے مخمصوں سے تنگ آکر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں اس نوع کی خودکشی کی بہت مثالیں پائی گئی ہیں۔ نصوص اور تجربہ اس پر شاہد ہیں کہ اس دنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو یادِ الٰہی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

علاج مصائب تقویٰ ہے

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط (پ ۲۸ ع ۱۷)

(ترجمہ) اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے۔ وہ اس کا گذارہ کر دے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیگا جہاں سے اس کو خیال بھی نہ ہو۔

اللہ سے ڈر کر بہر حال اس کے احکام کی تعمیل کرو خواہ کتنی ہی مشکلات و شدائد کا سامنا کرنا پڑے۔ حق تعالےٰ تمام مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دیگا۔ اللہ کا ڈر دارین کے خزانوں کی کنجی ہے۔ اور تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہے۔ اس سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں بے قیاس و گمان روزی ملتی ہے۔ گناہ معاف ہوتے ہیں جنت ہاتھ آتی ہے۔ اجر بڑھتا ہے اور ایک عجیب قلبی سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ جس کے بعد کوئی سختی سختی نہیں رہتی اور تمام پریشانیاں اندر ہی اندر کافور ہوجاتی ہیں

ایک حدیث میں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تمام دنیا کے لوگ اس آیت کو پکڑ لیں تو ان کو کافی ہوجائے۔

شہوانی اور مرغوب چیزوں سے پرہیز کرو

دنیا کے وہ اسباب و آرائش و تجمل جو کافروں اور دولتمندوں کو دیئے گئے ہیں، مکان، عمدہ لباس، خوبصورت عورتیں، سواریاں اور دیگر چیزیں اللہ تعالےٰ مومنوں کو ان کی طرف رغبت کی نگاہ سے منع فرماتا ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں ان کے لئے فتنہ ہیں۔ ان میں خدا تعالےٰ ان کی آزمائش کرتا ہے۔ سو وہ ان میں ایسے مصروف ہوتے ہیں کہ دار آخرت اور اس کے توشہ کا ان کے دل میں خیال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ جب اس جہان سے جاتے ہیں تو خالی ہاتھ جاتے ہیں اور نیز اس دولت کی وجہ سے ظلم و ستم طرح طرح کے گناہوں میں بھی مبتلا ہوتے ہیں، اور ادھر اس تجمل کو چھوڑتے وقت ان کی روح پر صدمۂ عظیم ہوتا ہے ؎

چشمش نگراں است کہ ملکش بادگران ست

بلیک مارکیٹ، سمگلنگ، ذخیرہ اندوزی، ناپ تول میں کمی، دروغگوئی، حلف اٹھانا، بد دیانتی و خیانت، لوٹ مار، قتل و غارت، بد اعتمادی رقابت، غیبت، حسد اور لالچ، اور رشوت کا بازار گرم ہوجاتا ہے اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ كُلِّ سَيِّئَاتٍ۔ آمین۔

حالات حاضرہ پر ایک سرسری نظر

ہمارے زمانہ کے سرمایہ دار اور زمیندار صنعتی اور زرعی مزدوروں کی جانوں پہ ظلم کرکے نفع اندوزی کرتے ہیں۔ اس زمانہ کے تاجروں کی اکثریت ایسی ہے جو ذخیرہ اندوزی اور چور بازاری، جھوٹ اور وعدہ خلافی، فریب اور عیاری، ناپ تول میں کمی بیشی اور اجناس میں ملاوٹ کے بل پر اپنی کمائیوں میں اضافہ کر رہی ہے۔

دفتری عہدہ داروں اور کارندوں میں اگر کچھ ایماندار ہیں تو کچھ ایسے افراد ملیں گے۔ جو خیانت، رشوت، جنبہ داری، سفارش کنبہ پروری، تضیع اوقات اور کام چوری کی اخلاقی بیماریوں میں ملوث ہوں گے۔

آج ہماری معاشرت کے عین سایہ دیوار میں زنا کے اڈے اور زنا کی تعلیم و ترغیب دینے کے مراکز قائم ہیں۔ دلوں کی عصمت اور نگاہوں کی پاکیزگی کم ہی کہیں سلامت رہ گئی ہے۔ جرائم کی کثرت کو دیکھئے تو حال یہ ہے کہ اغوا، جوئے، جیب تراشی، چوری ڈکیتی قتل، فریب دہی وغیرہ کے لئے ہمارا معاشرہ فوجوں کی فوجیں تربیت دے کر میدان میں لاتا رہتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں جن آفات و مصائب سے ہم دوچار ہیں اس کا تازیانہ کھا کر چاہیئے کہ ہماری آنکھیں کھل جائیں اور ہم اپنے طرز عمل کا جائزہ لے کر اس میں تبدیلی پیدا کریں خدا کے سامنے اب تک کے کئے ہوئے پر ندامت کے آنسو بہائیں اور آئندہ کے لئے

بندگی و اطاعت کا نیا پیمان اُستوار کریں ایک طرف افراد اپنی انفرادی زندگیوں کی تعمیر نو پر متوجہ ہوں وہ دین، کفر، نیکی و بدی، خیر و شر حق و باطل، حلال و حرام، تقویٰ، فسق و فجور میں امتیاز کرنا سیکھیں وہ عصمت و فحاشی میں فرق کریں وہ مادہ پرستی اور حق پرستی کے تفاوت کو سمجھیں۔

دوسری طرف اجتماعی زندگی کی بنیادیں اسلامی ماحول اور اسلامی آئین کی طرف استوار کی جائیں اور ماحول کو انسانیت کی اعلیٰ اخلاقی قدروں کی نشو و نما کے لئے سازگار بنانے میں پُوری محنت کی جائے۔

پاکستان اس لحاظ سے ایک ایک مسلمان کی امیدوں کا مرکز ہے۔ اس کی فضا میں دعوت اسلامی کی اذان کی گونج سنائی دے اور اس کے شہروں اور قریوں میں نظامِ حق کی تحریک موجزن ہو۔ ایسے موقع پر مصائب کی یورش سے جہاں بہت سے نقصانات پہنچتے ہیں وہاں خیر کا ایک پہلو یہ بھی ہوتا ہے کہ دل پگھلتے ہیں بسا اوقات کسی کشتی کو مشیّت اس لئے گرداب میں پھنسا دیتی ہے کہ اس کے سواروں کی آنکھوں سے غفلت کے پردے اُٹھ جائیں۔

خوش قسمت ہے وہ قوم جو نعمت پاکر شکر کا حق ادا نہ کرنے کے بعد کم سے کم مصیبت کے نازل ہو جانے پر ہوش میں آجائے۔ اور بدنصیب ہے وہ گروہِ انسانی جسے حادثات کے تازیانے بھی خوابِ غفلت سے چونکا نہ سکیں۔ حتیٰ کہ غضبِ الٰہی کا کوئی آخری ریلا آئے جو اسے ملیامیٹ کردے۔

نزولِ مصیبت کی صورت میں ایک قوم کے کردار کا بڑا امتحان بھی ہوتا ہے۔ اس طرح کے امتحانات سے اُسے آگے پیش آنے والے بڑے بڑے معرکوں کے لئے تیار کیا جاتا ہے مشیّت یہ جاننا چاہتی ہے کہ گروہ انسانی اپنے اندر عزم و ثبات، نظم و ضبط اور قربانی و ایثار کی کتنی صلاحیتیں رکھتا ہے اور ان صلاحیتوں کو کس پیمانے پر بروئے کار لا سکتا ہے۔

پھر آزمائش اس بات کی بھی ہوتی ہے کہ ملک کی سیاسی، معاشرتی اور مذہبی تنظیمیں اور ادارے اور طبقات کیا پارٹ ادا کرتے ہیں۔ وہ تعصبات اور اختلافات کی کشمکش کو بدستور جاری رکھتے ہیں یا اپنے بھائیوں کو سہارا دینے کے لئے تعاون اور ہم آہنگی کا ثبوت دیتے ہیں

امتحان حکومت کی مشینری اور اس کے پرزوں اور کارکنان کا بھی ہوتا ہے کہ وہ ایک ہنگامی صورت حالات میں کس درجہ کی زودکاری، یکجہتی منصوبہ بندی اور کس درجے کے ڈسپلن کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔

کائنات کا حقیقی فرمانروا چونکہ انسانی حواس کے لئے پردۂ غیب میں ہے لہٰذا انسان کو بار بار اپنی پوزیشن میں دھوکہ ہوتا ہے اور وہ بار بار اس غلطی کا شکار ہوتا ہے کہ اس کائنات میں وہی مختار کل ہے۔ اس سے اوپر اور کوئی نہیں۔ اس کی یہی وہ غلط فہمی ہے۔ جس کا ازالہ کرنے کے لئے، اور اس کی یہی وہ غفلت ہے جس کا پردہ چاک کرنے کے لئے کائنات کا اصلی فرمانروا، ہواؤں، گھٹاؤں، بجلیوں، پانیوں طوفانوں اور زلزلوں کی پولیس اور فوج کو حرکت میں لاتا رہتا ہے اور حادثات کے کوڑوں کی ضرب لگا کر انسان کو چونکاتا اور بیدار کرتا ہے۔ یہی ہوا جس پر زندگی کا دار و مدار ہے۔ جب حکم الٰہی کے تحت بپھر جاتی ہے تو بستیوں کی بستیاں ملیامیٹ ہو جاتی ہیں یہی گھٹائیں جن کو دعائیں مانگ کر بلایا جاتا ہے جب غضب خداوندی کی بجلیاں بن کر قہر برساتی ہیں تو نباتات حیوانات اور انسانوں پر قیامت گزر جاتی ہے یہی دریا، ندی نالے جن کے پانیوں سے کھیتیاں سیراب ہوتی ہیں۔ جب اوپر سے اشارہ پاکر منہ میں جھاگ لاتے اُمڈتے ہیں تو پانی سروں سے گذر جاتا ہے

فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ



نہ جا اس کے تحمل پر کہ ہے بیڈھب گرفت اسکی
ڈر اس کی دیرگیری سے کہ ہے سخت انتقام اسکا

بقیہ اللہ تعالیٰ کا احسان صد سے آگے

اَلْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ (آل عمران آیت ۱۶۴ - ع ۱۷)

ترجمہ:- اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے جو ان میں انہیں میں سے رسول بھیجا - ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے - اور انہیں کتاب و دانش سکھاتا ہے - اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام

"یعنی انہیں کی جنس اور قوم میں کا ایک آدمی رسولؐ بنا کر بھیجا - جس کے پاس بیٹھنا، بات چیت کرنا، زبان سمجھنا اور ہر قسم کے انوار و برکات کا استفادہ کرنا آسان ہے - اس کے احوال، اخلاق سوانح زندگی، امانت و دیانت، خداترسی اور پاکبازی سے وہ خوب طرح واقف ہیں - اپنی ہی قوم اور کنبے کے آدمی سے جب معجزات ظاہر ہوتے دیکھتے ہیں تو یقین لانے میں زیادہ سہولت ہوتی ہے - فرض کرو - کوئی جن یا فرشتہ رسول بنا کر بھیجا جاتا تو معجزات دیکھ کر یہ خیال کر لینا ممکن تھا - کہ چونکہ جنس بشر سے جداگانہ مخلوق ہے - شاید یہ خوارق اس کی خاص صورت نوعیہ اور طبیعت ملکیہ وجنیہ کا نتیجہ ہوں - ہمارا اس سے عاجز رہ جانا دلیل نبوت نہیں بن سکتا - بہرحال مؤمنین کو خدا کا احسان ماننا چاہیئے - کہ اُس نے ایسا رسول بھیجا، جس سے بے تکلف فیض حاصل کر سکتے ہیں اور وہ باوجود معزز ترین اور بلند ترین منصب پر فائز ہونے کے اُن ہی کے مجمع میں نہایت نرم خوئی اور ملاطفت کے ساتھ گھلا ملا رہتا ہے - صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس مضمون کی آیت سورۂ بقرہ میں دو جگہ گزر چکی ہے - خلاصہ یہ ہے - کہ حضورؐ کی چار شانیں بیان کی گئی ہیں۔

(۱) :- "تلاوتِ آیات" (اللہ کی آیات پڑھ کر سُنانا) جن کے ظاہری معنی وہ لوگ اہلِ زبان ہونے کی وجہ سے سمجھ لیتے تھے - اور اس پر عمل کرتے تھے۔

(۲) :- "تزکیہ نفوس" (نفسانی آلائشوں اور تمام مراتب شرک و معصیت سے اُن کو پاک کرنا اور دلوں کو مانجھ کر صیقل بنانا) یہ چیز آیات اللہ کے عام مضامین پر عمل کرنے، حضورؐ کی صحبت اور قلبی توجہ و تصرف سے باذن اللہ حاصل ہوتی تھی - !

(۳) :- "تعلیم کتاب" (کتاب کی مراد بتلانا) اس کی ضرورت خاص خاص مواقع پر پیش آتی تھی - مثلاً لفظ کے کچھ معنی عام تبادُر اور محاورہ کے لحاظ سے سمجھ کر صحابہؓ کو کوئی اشکال پیش آیا - اس وقت آپ کتاب اللہ کی اصلی مُراد جو قرآن مقام سے متعین ہوتی تھی - بیان فرما کر شبہات کا ازالہ فرما دیتے تھے - جیسے اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ الخ اور دوسرے مقام پر ہؤا -

(۴) :- "تعلیم حکمت" (حکمت کی گہری باتیں سکھلانا) اور قرآن کریم کے غامض اسرار و لطائف اور شریعت کی دقیق و عمیق عِلل پر مطلع کرنا، خواہ تصریحاً یا اشارۃً - آپؐ نے خدا کی توفیق و اعانت سے علم و عمل کے ان اعلیٰ مراتب پر اس درماندہ قوم کو فائز کیا جو صدیوں سے انتہائی جہل و حیرت اور صریح گمراہی میں غرق تھی - آپ کی چند روزہ تعلیم و صحبت سے وہ ساری دنیا کے لئے ہادی و معلّم بن گئی -

لہٰذا انہیں چاہیئے کہ نعمت عظمیٰ کی قدر پہچانیں اور کبھی بھولے سے ایسی حرکت نہ کریں - جس سے آپ کا دل متالم ہو -"

حاصل کلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے - آپؐ نے کتاب یعنی قرآن حکیم کی آیات پڑھ کر سُنائیں اور کتاب و حکمت یعنی قرآن و سنت کی ہمیں تعلیم دی -

یہ سنت، صحیح احادیث کی شکل میں آج ہمارے پاس موجود ہے - جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے قرآن و سنت کی عدم موجودگی کے باعث صریح گمراہی کے سوا کچھ نہ تھا - قرآن کریم و سنت کی پیروی سے انسانیت گمراہی و ضلالت سے نکلی - بالفاظ دیگر اگر ہم اپنے اسلاف کی طرح قرآن و حدیث کو مضبوطی سے نہ پکڑیں گے تو گمراہی میں پڑ جائیں گے - اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے -

اس نعمت کی قدر نہ کرنیوالوں کو کل کو جب قیامت کے دِن بازپرس ہو گی -

مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ○ (القصص آیت ۶۵)

ترجمہ:- تم نے پیغام پہنچانے والوں کو کیا جواب دیا تھا -

تو اُس وقت کیا جواب دو گے؟ اُس دن پچھتانا ہو گا - اور یہ پچھتانا سود مند نہ ہو گا -

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ○ (الفرقان آیت ۲۸)

ترجمہ:- اور اس دِن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا - کہے گا - اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلتا -

گناہوں پر گرفت

ہمیں گناہوں پر فوراً گرفت نہیں ہوتی اور ہمیں سدھرنے کا کافی موقعہ دیا جاتا ہے - یہ بھی ہم پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے

لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ط (القصص آیت ۸۲)

ترجمہ:- اگر ہم پر اللہ کا احسان نہ ہوتا تو ہمیں دھنسا دیتا -

یعنی وہ لوگ جو کل قارون کا ٹھاٹھ دیکھ کر یہ تمنا کر رہے تھے - کہ ہمیں قارون کی طرح مال و دولت ملتا - آج جب کہ وہ خزانوں سمیت برباد ہو گیا تب آنکھیں کھلیں اور چونکنے ہو گئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان تھا کہ ہم اپنی بربادی کا سامان مانگ رہے تھے وہ ہمیں نہ ملا اور ہم قارون کی طرح بربادی سے بچ گئے۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ کا احسان مانیں کہ ہمیں فوری گناہوں کے وبال میں نہیں پکڑتا ورنہ - وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ○ (فاطر آیت ۴۵ - ع ۵)

ترجمہ:- اور اگر اللہ لوگوں سے ان کے اعمال پر گرفت کرتا تو سطح زمین پر کوئی جاندار نہ چھوڑتا - لیکن وہ انہیں ایک وقت تک ڈھیل دیتا ہے پس جب ان کا وقت مقرر آ جائیگا تو بیشک اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے - پس ہمیں چاہیئے کہ اس مہلت سے صحیح فائدہ اٹھائیں اور غلط راستے چھوڑ کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائیں - (باقی آئندہ)

حضرت مولانا جمیل احمد صاحب تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور

ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّ مُسَلِّمًا

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا ذکر مبارک زبان سے یا قلم سے نظم ہو یا نثر ایک عبادت اور کارِ ثواب ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں طرح طرح سے آپ کا ذکر فرمایا ہے انبیائے کرام کے ذکر کو دلوں کو ثابت و مطمئن بنانے والا قرار دیا ہے۔ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ ٱلرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِۦ فُؤَادَكَ ۚ آپ کے ذکر کی رفعت شان کا اعلان فرمایا۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ حضورؐ کی بعثت کو تمام مسلمانوں پر ایک احسانِ عظیم بتایا۔ لَقَدْ مَنَّ ٱللَّهُ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا اور خود حضورؐ اور صحابہؓ نے بہت بہت بار اور بار بار ہر ہر طرح سے ذکر مبارک فرمایا۔ حق تعالیٰ نے حضورؐ سے وعدہ کیا کہ جو ایک بار آپ پر درود شریف پڑھے گا۔ اس پر دس رحمتیں نازل ہوں گی۔

افسوس جس محسنِ اعظم کے طفیل بُت پرستی اور کفر و شرک کی غلاظتوں سے نجات ملی، عذاب ابدی سے بچ کر ہمیشہ ہمیشہ کی جنت اور جنت کی وہ نعمتیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سُنا نہ کسی کے دل پہ خیال تک ہو کر گزریں مقرر ہوئیں۔ ہم احسان فراموش و ناقدر شناس اپنے ایسے محسن کے ذکر و اذکار سے بھی غافل ہیں یا کچھ کرتے ہیں تو اس طرح کہ "نیکی برباد گناہ لازم" یا صحیح طریقہ سے بھی کرتے ہیں تو ناقص اور کوتاہ۔

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

جی چاہا کہ اس لذیذ ترین عبادت کا صحیح طریق کار اور اس میں کی کوتاہیاں عرض کر دی جائیں۔ تاکہ مسلمان ایسے محسنِ اعظم کے احسان فراموش نہ بن سکیں اور عبادت کو ناقص و کوتاہ یا غیر عبادت یا گناہ سے مخلوط کر کے کارِ خیر کی جگہ کارِ شر نہ کرنے لگیں۔

ذکرِ رسول ایک دریائے ناپیدا کنار ہے اس کے ٹھاٹھیں مارنے والے سمندر کو طرح طرح کی تقلید رات کے کوزوں میں قید کر لینا اچھا بات نہیں۔ ایک قسم کی ناقدری اور بعض دفعہ گستاخی بن جاتا ہے۔ ذرا اس کی وسعت کی جھلک ملاحظہ کیجئے۔

(۱) ذات مبارک کا ذکر اور اس کے بہت سے مرتبے ہیں:۔ (۱) ابتدائے عالم سے تا بہ ولادت شریفہ۔ (۲) ولادت مبارکہ (۳) بچپن (۴) جوانی (۵) جوانی کے بعد سے وفات تک (۶) وفات (۷) بعد وفات (۸) قیامت میں درجات عالیہ (۹) شفاعت (۱۰) جسم مبارک کے سب مدارج ادوارِ حسیات و نبوت اور روحِ معلّی کے تمام انوار و کمالات (۱۱) حسنِ اعضاء سر سے لے کر پیر تک (۱۲) قوت جسمی۔ (۱۳) قوت گویائی (۱۴) قوت نظر (۱۵) قوتِ سماعت (۱۶) قوت احساسات (۱۷) قوتِ ذہن (۱۸) قوت حفظ (۱۹) قوت عقل (۲۰) قوت دل (۲۱) قوت توکل (۲۲) قوت حب الٰہی (۲۳) قوت حضور و استحضار (۲۴) قوت معیت الٰہی (۲۵) افضلیت از انبیاء و ملائک بلکہ خدا کے بعد ہر موجود سے (۲۶) خاتمیت باعتبار نبوت و رسالت و جملہ کمالات ظاہری و باطنی اختیاری و غیر اختیاری (۲۷) خاتمیت باعتبار دین و کتاب و معجزات (۲۸) خاتمیت باعتبار علم (۲۹) خاتمیت باعتبار اخلاق و اعمال (۳۰) خاتمیت باعتبار متبوع کل مخلوق۔

لیکن اگر غور کیا جائے تو ان تیس کے تیس شعبہ ہائے حیات کا ذکر مبارک حقیقت میں ذکر رسول نہیں ہے۔ صرف مجازی معنی سے کہ ذات رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہیں ذکرِ رسول ہیں ورنہ درحقیقت چونکہ یہ سب اختیاری امور نہیں ہیں محض حق تعالیٰ کے عطا ہائے خاص ہیں۔ ان کا ذکرِ شریف تو حضرت حق جل و علا شانہٗ کے عطا و نعمت کا ذکر ہے اور نعمت ہائے عظیمہ کا ذکر خالق کا شکر ہے اس لئے اُن کا ذکر در اصل ذکر رسول صلی اللہ علیہ و سلم نہیں بلکہ شکر حضرت حق ہے۔

(۲) امور اختیاریہ جن کا صادر ہونا حضورؐ کے اختیار سے ہُوا ہے جو حقیقی ذکرِ رسولؐ ہیں مثلاً حضور کے (۱) تمام نظریات (۲) تمام عبادات (۳) تمام معاملات (۴) تمام معاشرات (۵) تمام اخلاق (۶) تمام انتظامات و سیاسیات (۷) تمام تربیتی اصلاحات (۸) حضرات صحابہؓ کے نفوس کا تزکیہ (۹) تعلیم و تشریحات قرآن (۱۰) تبلیغ احکام اور ان کے ذرائع و انتظامات (۱۱) جہادات اور ان کے اصول و عسکری انتظامات (۱۲) تدبیر ملک و سلطنت وغیرہ وغیرہ (۱۳) نشست و برخاست۔ (۱۴) آمدورفت (۱۵) ہر ہر بات میں طریقہ متبارک (۱۶) وضع قطع رفتار و گفتار (۱۷) وفود سے معاملات و گفتگو (۱۸) پیامات سلاطین (۱۹) کھانے پینے اور تمام ضروریات انسانی کے طور طریق (۲۰) ہر قسم کے استعمالات کے اصول اور طریقے وغیرہ وغیرہ غرض حضورؐ کا ہر ہر حرکت و سکون جو امت کی فلاح و بہبود کے لئے حسب ارشاد الٰہی "بہترین نمونہ" ہے۔ خواہ یہ افعال و اعمال بطریق عبادت ہوں۔ جیسے ۱۲ تک یا بطریق عادت ہوں جیسے بعد میں۔

(۳) انہی امور اختیاریہ کا اعلیٰ فرد ہے۔ تعلیم و تلقین احکام دین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت کا مقصود اعلےٰ ہے۔ ارشاد ہے:۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ فَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُۥ۔

اے رسول اِن تمام احکام کو پہنچا دیجئے جو آپ پر نازل کئے گئے ہیں۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو حقِ رسالت ادا نہیں کیا۔!

در اصل ذکر رسول امورِ اختیاریہ کا ذکر ہے اور اختیارات میں سے جو بعثت مبارکہ کا اصل مقصود ہے وہ دوسرے امور سے اعلیٰ ہے۔ اس لئے تعلیمات و تلقینات نبویہ کا ذکر ذکر رسول کا اصلی اور اعلیٰ ترین فرد ہے۔ پھر اس کے بھی دو شعبے ہیں۔ باطنی و ظاہری۔ یعنی قلب انسانی کو تمام ناپسندیدگیوں اور تمام گندگیوں سے پاک کر کے اس میں تمام خوبیاں عمدہ اخلاق کے مادے اور غیر اللہ کی طرف سے ہٹا کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کر دینا۔ بلکہ عشق الٰہی کی ایک لگن پیدا کر دینا۔ اس کو کہتے ہیں تزکیۂ نفس اور یہ حضورؐ کی تعلیمات کا باطنی شعبہ ہے۔ دوسرا شعبہ ظاہری تعلیمات ہیں۔ وہ زندگی اور مابعد زندگی سے تعلق رکھنے والے ہر دورِ حیات کی تکمیلات کے ضامن احکام و قوانین ہیں۔ دونوں میں باہم شدت کا رابطہ ہے۔ ایک دوسرے کے بغیر ناممکن ہیں۔ بلکہ ایک درجہ میں باطنی کیفیات ظاہری احکام کی جڑ، ان کی آبیاری کا مدار، اور بقاء و دوام اور عمدگی و استحکام کے لئے اصل

اصول ہیں۔ اسی لئے حق تعالیٰ نے حضورؐ کے ان کاموں میں باطنی تعلیمات کا ذکر پہلے اور ظاہری کا بعد میں فرمایا۔ کئی جگہ جہاں حضورؐ کا وصف بیان ہے۔ ارشاد ہے۔

یُزَکِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ

آپ مومنین کا تزکیہ کرتے اور ان کو کتاب اللہ اور حکمت کا درس دیتے ہیں۔

لہذا حقیقی و اصلی اور اعلیٰ ترین ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان اصول و قوانین کا اعلان و استحسان ہے۔ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیمات باطنیہ وظاہرہ کے ارشاد فرمائے ہیں اور ان کے بعد کا درجہ ان امور اختیاریہ کا ہے جو حضورؐ نے بطور عبادت کئے ہیں۔ اور ان کے ان اختیاری افعال کا ہے جو بطور عبادت کے نہیں بطریق عادات شریفہ صادر ہوئے ہیں اور ان کے بعد ان امور کا ہے جو حضورؐ کے اختیار سے سرزد نہیں ہوتے تھے محض انعام و الطاف الٰہی ہیں۔ لیکن تعلق ذات کی وجہ سے ذکرِ رسول اور حقیقت میں شکر نعمت ہائے ربانی ہے!

(۴) اِن تینوں قسم کے اذکار اور ان کے درجات کے بعد اب آلاتِ ذکر پر غور کیجئے۔ ذکر رسول کا یہ مطلب کہ صرف زبان سے کہہ دینا ہی ذکر ہے۔ یہ زبانی جمع خرچ اس عبادت کے حساب میں بھی کافی نہیں ہو سکتا یہ ایک بہت حقیر اور کم درجہ کا ذکر ہو گا۔ آلاتِ ذکر یہ ہیں:۔

زبان[۱] ۔ کان[۲] ۔ دل[۳] ۔ دماغ[۴] ۔ روح[۵] اور تمام اعضائے ظاہری[۶] ۔ پھر ان میں درجہ بدرجہ تفاوت ہے۔ اگر سب آلات سے ذکر ہو گا تو کامل ترین اور بہتر ذکر ہے۔ اگر بعض سے ہو گا تو اتنا ناقص۔ پھر اعلیٰ سے ہو گا۔ تو ناقص کے افراد میں سے اعلیٰ اور نقصان میں کم اور ادنیٰ سے ہوگا تو ادنیٰ اور نقصان میں زائد ہے (۱) زبان سے ان اذکار کا ادا کرنا اور (۲) کانوں سے سُن لینا تو سب جانتے ہیں جن میں ان تمام گذشتہ امور یعنی پورے دین کو پڑھنا سیکھنا، پڑھانا سکھانا، تحریرات تقریرات پڑھنا سُننا داخل ہیں۔ (۳) دل کے ذکر میں، دل میں اُن کی حقانیت کو قائم کرنا اصل اصول ہے کہ بغیر اس کے زبان اور کان کا ذکر بالکل بیکار ہے صرف صورت ہی صورت ذکر کی ہے اصل کچھ نہیں۔ زبان پر ذکر اور دل میں نفرت یا حقارت یا سُبکی و خفت ہو تو یہ ذکر ایک منافقانہ حرکت سے زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتا۔ جیسے آپ بعض ہندوؤں اور انگریزوں کی زبان و قلم سے ذکرِ رسول کا کوئی شعبہ ظاہر ہوتے دیکھتے ہیں تو وہ ذکر نہیں۔ کسی دنیوی مصلحت کا مظاہرہ ہے۔ منافقت اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے کہ اس حرکت سے مسلمان مانوس ہو کر شکار ہو سکیں۔

پھر دل کا ذکر ایک دائمی ذکر ہے اور زبان اور کان کا عارضی چند لمحات کا ہے۔ دل میں حقانیت اور عظمت مسلسل اور دائمی چیز ہے بلکہ یہ درجہ ہر مسلمان پر فرض ہے اور صرف حضورؐ کے ہی ذکر و اذکار کے لئے نہیں تمام انبیاء و رسل کے اذکار کی حقانیت کا دلی ذکر فرض ہے:۔

لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۔ فقہائے اسلام نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ کسی نبی کی کسی ایک سنّت کا بھی کوئی مذاق اڑائے یا ناپسندیدگی ظاہر کرے تو وہ کافر ہے۔ یہ وہ ذکرِ رسول ہے جو گزشتہ تمام اقسام میں ہر ہر مسلمان پر فرض ہے اور ایک دائمی عبادت ہے۔

پھر دل کے ذکر کا اور ایک درجہ ہے جس سے ایمان میں نور اور اسلام میں کمال پیدا ہوتا ہے، وہ یہ کہ ذاتِ اطہر اور تمام اوصاف و کمالات اور گزشتہ معروضہ کے کل اقسام کے اذکار سے محبت ہوتا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیه من والدہ و ولدہ۔

تم میں کوئی مومن کامل نہیں بن سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

(۴) ذکرِ دماغ میں ذہن حافظہ اور عقل سے ان تمام اذکار میں کام لینا ہی ان کا ذکر ہے اس کی تفصیلات ہر شخص جانتا اور سمجھتا یا سمجھ سکتا ہے۔ کہ قرآن مجید، احادیث شریفہ کا تحفظ تعلیم و تعلم تحصیل مسائل توضیح و تشریح احکام تصنیف تالیف تقریر و گفتگو یہ دین کے تمام کے تمام شعبے سب قسم کے انہی اذکار رسول میں اور اعلیٰ درجہ کے ذکر میں شامل ہیں ذرا نظر صاف، بے لوث اور گہری ہو۔ تو حقیقت بالکل روشن ہے۔

(۵) روح کا ذکر ان تمام امور سے مزین ہوتا ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و افعال و احوال سے سامنے آئے ہیں جن کا تعلق ظاہری اعمال کے بجائے باطن سے ہے۔ اور ظاہری اعمال کے لئے بیخ و بن کا کام دیتے ہیں۔ یہ تمام ذکرِ مبارک روح کو روشن، تجلّی نورانی، اور بڑھ بڑھ کر اس کو بُعد کی کثافتوں سے پاک کر دیتے ہیں۔ پھر اس کو ملأ اعلےٰ کے اتصال سے عجیب عجیب انکشافات، معمول و عادت سے زائد باتیں حاصل ہوتی اور ظاہر بھی ہو جاتی ہیں۔ یہی تزکیۂ نفس سے تعبیر ہُوا ہے۔ یہ درجہ نہایت مہتم بالشان درجہ ہے۔

(۶) ذکر رسول کا اہم اور عام درجہ یہ ہے کہ تمام اعضائے ظاہری سے بھی ہو۔ خود حق تعالےٰ نے اس کو ضروری قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ ۔

آپ کہہ دیجئے۔ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔ تو میرا اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو محبوب بنا لیں گے۔

یہاں حکم بھی ہے اور اس پر انعامات بے غایات بھی ہیں کہ محبت و عشق ہی مقبول نہیں ہو گا۔ بلکہ خود حق تعالےٰ تم سے محبت فرمانے لگیں گے۔ مرید سے مراد کا درجہ پاؤ گے مُحب سے محبوب بن جاؤ گے۔ پھر اس اتباع میں متفرق درجات ہیں۔ فرائض واجبات سنن مستحبات اور ترک حرام و مکروہ تحریمی و تنزیہی و لایعنی سب اسمیں داخل ہیں۔ جس قدر یہ عملی ذکرِ رسول ہو گا اسی قدر محبت الٰہی کا غلبہ اور محبوبیت حاصل ہو گی۔

ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تینوں درجے اور آلاتِ ذکر کے پورے چھ ذریعوں سے ذکر رسول کرنا ہی کامل اور حقیقی ذکر، دین و دنیا میں بے انتہا نافع بلکہ سارے عالم میں بے مثال ہستی بنانے والا ہمیشہ کا تجربہ کیا ہُوا نسخہ ہے۔

ذکرِ رسول ان تمام مقاصد کی میزانِ کل ہے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں۔ اعتقادات، عبادات، معاملات سیاست اسلامیہ معاشرت و اخلاق اور حضور کے غیر اختیاری و اختیاری حالات و صفات کا زبان سے قلم سے تنہا یا مجمع میں دل سے دماغ سے اعضاء سے علمی اور عملی ذکر ہی ذکرِ رسول ہے۔ جس کے بعض اجزاء فرض بعض واجب بعض سنت بعض مستحب اور بعض تکمیل انسانیت اور مقبول الٰہی ولی کامل بننے کا ذریعہ ہیں اور کوئی وقت کوئی لمحہ کوئی سیکنڈ اس سے خالی نہ ہونا ضروری ہے۔ جو شخص بھی ہر ہر ذکر اور ہر ہر طرح سے ہر وقت ذکر رسول کریگا۔ وہ مقبول بارگاہ الٰہی ولی کامل اور دونوں جہان میں سرخرو مطمئن بیفکر اور شاہانہ زندگی کا مالک ہو گا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے آج تک جو بھی مسلمان اعلیٰ قسم کا مسلمان، بزرگ، صالح، متقی، ولی کامل آپ نے دیکھا یا سُنا ہے۔ وہ اسی طرح پورے

پورے ذکرِ رسول اور اس کے ہر ہر طریقہ سے کرنے سے ہی اس کمال پر نظر آیا ہے خواہ وہ پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا کوئی اور بزرگ یہی ایک کیمیاوی نسخہ ہے۔ یہی مسلمان کو کامل ترین مسلمان بنانے کا ذریعہ ہے۔ یہی دین و دنیا کی فلاح و بہبود کی کنجی ہے۔ اسی سے مسلمان پکا مسلمان بنتا ہے اور اسی سے پاکستان پاکستان اور اس کا ہر باشندہ واقعی پاک بن سکتا ہے۔ یہی وہ راز ہے۔ جس کی بدولت امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کو خیر البریّۃ (تمام مخلوقات سے بہتر) اور خیر الامم کا تمغہ قبولیت عطا ہوا ہے۔

ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تفصیلی بیان سے آپ نے دیکھ لیا ہوگا۔ کہ مسلمان کمالِ اسلام اسی وقت حاصل کر سکتا ہے کہ جب ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کے تمام شعبوں کو تمام ذرائع ذکر سے عمل میں لے آئے۔ اگر کوئی شخص نامکمل نسخہ استعمال کرتا ہے۔ تو نہ وہ نسخہ کا قدردان ہے۔ نہ اس کو اس نسخہ سے کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ نہ وہ اس کا استعمال کرنے والا شمار ہو سکتا ہے۔ بلکہ حقیقی غور و خوض سے کام لے کر دیکھیں تو وہ نسخہ کو بدنام کرنے والا مجرم ہے۔ اس کی بے تاثیری کا ڈھول پیٹ کر دنیا کو اس سے محروم کرانے کا مجرم اور خود ناقدری بلکہ توہین کا مرتکب معلوم ہوتا ہے۔

اس لئے بڑا زبردست ظلم اور بڑا غلط پروپیگنڈا ہوگا۔ اگر کوئی شخص ذکرِ رسول کو صرف کسی ایک شعبہ میں محصور کرکے رکھ دیگا ہم اگر پورے ذکرِ رسول کی کوشش نہیں کر رہے ہیں تو اس عبادت کو ناقص یا ناقص ترین ادا کرتے ہیں۔ پھر اگر بجائے تکمیل کے اسی پر خوش ہوتے ہیں۔ تو اپنی غلط فہمی پر ناز کرنے لگے۔ اور ہمیشہ کو ورطہ جہالت میں پڑے رہے۔

ہم میں جو لوگ ذکرِ رسولؐ سے بالکل غافل ہیں وہ تو غافل ہیں ہی۔ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھیں کھول دیں اور بعض لوگ ذکرِ رسول کرتے ہیں مگر جیسے اوپر ذکر کیا گیا ناقص یا ناقص ترین کرکے اس کیمیاوی نسخہ کو بے تاثیری میں بدنام کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ اور بعض لوگ اس کوتاہی سے بڑھ کر ایک ایسا اقدام کر بیٹھتے ہیں۔ جو ایک زبردست مجرمانہ اقدام ہے۔ مگر وہ اپنی ناواقفی یا غلط فہمی سے اس کو صحیح قدم سمجھتے رہتے ہیں اور ہمیشہ اس غلطی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے خود بھی اس کی تاثیرات و منافع سے ہمیشہ در ہمیشہ محروم رہتے ہیں اور اپنے عمل سے اس دنیا کی دنیا کو اس مجرمانہ اقدام کا مرتکب بنا دیتے ہیں۔ لہٰذا ضرورت ہے اس کی بہ خطرہ والی صورتیں بھی پیش کر دی جائیں۔ تاکہ مسلمان اس عبادت کے حقیقی فائدے حاصل کر سکیں اور مجرمانہ حرکات یا ایسی شکل صورتوں سے اس عبادت کو پاک صاف کر سکیں۔

یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ ہر عبادت کے لئے کوئی نہ کوئی شرعی طریقہ ہے۔ اسی طریقہ سے ادا کرنے سے وہ عبادت ہے ورنہ یہی نہیں کہ وہ عبادت ہونے سے نکل جاتی ہے بلکہ گناہ بڑے گناہ اور بعض دفعہ کفر اور سلبِ ایمان کا ذریعہ بھی بن جاتی ہے۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ اور تمام فرض واجب سنت و مستحب عبادتوں کے لئے شرائط و آداب ہیں۔ اسی طرح ذکرِ مبارک کے چونکہ بہت سے شعبے ہیں۔ ہر ہر شعبہ کے شرائط و آداب ہیں انکا خلاف کرنا حسب مرتبہ جرم بن جاتا ہے۔ اور جو مخالفت توہین کا سبب ہوتی ہے وہ تو اسلام و ایمان کو سلب کر لینے اور کفر میں داخل ہونے کا سبب ہوجاتی ہے۔ اسلئے ہر عبادت کے لئے اور خصوصًا اس عبادت کے لئے جو تمام عبادتوں کی جامع اور میزانِ کل ہے۔ شرائط و آداب کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اور ہر ایسی بات سے بچنا ہے جس سے توہین ہو کر گناہِ عظیم یا کفر تک نوبت پہنچتی ہے۔

فقہائے احناف نے تصریح کی ہے۔ کہ بے وضو قصداً نماز پڑھنا کفر ہے۔ قصداً قبلہ کی طرف پشت کرکے نماز پڑھنا کفر ہے۔ حرام پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا کفر ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت باجوں کے ساتھ کفر ہے۔ نعت شریف باجوں کے ساتھ کفر ہے۔ اذان یا قرآن کا گانا کفر ہے۔ تالیاں بجانے کے ساتھ پڑھنا کفر ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

راز یہ بتایا گیا ہے۔ کہ عبادت کو حرام یا گندگی سے متصل کرنا کفر ہے۔ ان سب باتوں میں حرام یا ممنوع شے سے ایک عبادت کو ملا کر اس کی توہین کی گئی ہے۔ اس لئے یہ کفر ہے۔ نتیجہ آپ خود نکال لیجئے کہ اس لذیذ ترین عبادت کو بھی اگر کسی گناہ سے ملوث کیا جائے گا۔ تو وہ کیا ہو گا۔ اور بجائے کارِ خیر بننے کے کس قدر کارِ شر بن جائے گی۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ہم اس عبادت کو حرام اور ظاہری و معنوی گندگیوں سے پاک کرکے پوری پوری طرح پورے پورے ذرائع سے ادا کریں۔ اب عرض کیا جاتا ہے کہ ہم میں سے بعض لوگ اس عبادت کی ادائیگی میں کس قدر قصور اور کوتاہی کر رہے ہیں یا کس قدر گستاخی و بے ادبی کا ارتکاب کر رہے ہیں تاکہ سب لوگوں کو ان سے بچنے کا اہتمام ہو سکے۔

ذکرِ رسول کی وسعت آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اس کی ادائیگی کی وسعت آپ کے سامنے آ چکی ہے۔ اس کے شعبوں کے مدارج بعض فرض بعض واجب بعض سنت بعض مستحب بعض اصل مقصود بعض تابع یہ سب آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اب صحیح طریقہ یہی ہے کہ ہر شعبہ کو حسب درجہ مکمل طریقہ سے ادا کیا جائے۔ بعض لوگ ایسی حرکت کرتے ہیں کہ فرض و واجب کا قطعاً اہتمام نہیں۔ ایک امر مستحب کو نہایت مہتم بالشان بنا لیتے ہیں یہ بات ٹھیک نہیں۔ بعض لوگ حضورؐ کے غیر اختیاری امور کا تو ذکر کرتے ہیں اور اختیاری اعمال کا ذکر تک نہیں کرتے۔ اس میں نفس و شیطان کی آمیزش معلوم ہوتی ہے کہ عمل میں مشقت ہے اور غیر اختیاری کے ذکر کرنے اور سن لینے میں لذت وہ اس طرح عمل کی بات پر پردہ ڈالتا اور اس سے محروم کرتا ہے۔ بعض لوگ دل، دماغ و روح اور اعضاء کے ذکر کرنے کو بیان بھی نہیں کرتے نہ اس کی ضرورت سامنے لائی جاتی ہے۔ حالانکہ اصل ذکرِ رسول اختیاریات اور ان تمام کا کام ہے۔ بعض لوگ احکام و تعلیم و تلقین کے عمل بلکہ بیان کو بھی ذکرِ رسول کے خلاف قرار دیتے ہیں۔ یہ ان کی کوتاہ فہمی ہے۔ بعض لوگ بعض غیر اختیاری امور کے ذکر کو عمر بھر کے گناہوں کا کفارہ قرار دیتے ہیں۔ یہ سخت ترین شیطانی حملہ ہے کہ یہ ذکر محض مستحب ہے۔ تمام عمر بھی نہ ہونے سے نجات میں خلل نہیں۔ تمام عمر ہونے پر بھی فرائض و واجبات کے خلل کے وقت عذاب سے بچا نہیں سکتا۔ یہ عیسائیوں کی طرح مذہب کو فضول قرار دینے جیسا ہو گیا۔ کہ وہ حضرت عیسےٰ کو کفارہ دے کر تمام جرائم کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ بعض لوگ سارے سال سو کر صرف ربیع الاول میں جاگتے ہیں۔ اور کچھ ذکرِ رسولؐ کرتے ہیں۔ لیکن ذکرِ رسولؐ کی وسعتوں کا تقاضا ہے کہ کامل ذکرِ رسولؐ ہر ہر وقت کا کام ہے کوئی سیکنڈ بھی اس سے خالی رہنا صحیح نہیں۔ پھر کسی دن یا وقت کو معین کرنا اس کو ضروری یا افضل قرار دینا ہے۔ دونوں باتیں بغیر شریعت کے بتائے جرم ہیں۔ بعض لوگ عید یا ڈے منانے یادگار قرار دے کر کرتے ہیں تو اسلام میں

یادگار اور ڈے کی کوئی اصلیت نہیں ورنہ حضورؐ انبیاء سابقینؑ کی اور صحابہؓ حضورؐ کی یا ستہ ء سے پہلے کوئی مسلمان تو مناتا یہ ہندوؤں اور انگریزوں سے لی ہوئی رسم محض ہے اور ان کی مشابہت سے جرم ہے۔ بعض لوگ بطور کھیل تماشا کے کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ عبادت کی سخت گستاخی ہے۔ فقہاء نے بطور کھیل تماشا کے کھانا کھانے اور پانی پینے تک کو منع لکھا ہے بعض لوگ جلسہ و جلوس انگریزی طور طریق سے نکالتے ہیں۔ مشابہت کفار کی گندگی سے آلودہ کرنا سخت بے ادبی ہے۔ بعض لوگ جھنڈیاں لگا کر انگریزوں کی نقالی کا جرم کر کے عبادت کو اس سے ملوث کرتے ہیں ایسے ہی بعض لوگ، ہندوؤں کی دیوالی کی طرح چراغاں کر کے کافرانہ رسم سے آلودہ کرتے ہیں۔ بعض لوگ جھنڈے بنا کر عبادت کو کافرانہ طریقہ کا رنگ دیتے ہیں۔ بعض لوگ ذکر رسولؐ کی نظموں کو گا گا کر پڑھتے ہیں۔ حالانکہ شریعت میں گانا حرام اور حرام سے ملوث کرنا بڑا جرم ہے۔ بعض لوگ سڑکوں اور بازاروں میں ذکر رسول کرتے ہوئے چلتے ہیں۔ جس کو حضورؐ نے شر البقاع بدترین جگہ فرمایا ہے۔ اس طرح عبادت کی بڑی بے ادبی ہے۔ بعض لوگ ۱۲ ربیع الاول کو عید قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہی تاریخ وفات ہے۔ اول تو عید کرنا ہی بے اصل پھر یوم وفات ہوا۔ نہ سوگ ٹھیک کہ یوم ولادت ہے۔ نہ عید درست کہ روز وفات ہے۔ بعض لوگ سیاہ کپڑے پہننے لگے یہ ماتم اسلام میں جرم اور روز ولادت میں بڑا۔ بعض لوگ غضب کرتے ہیں کہ آتشبازی کا اسراف یا خدائی رحمت کو پھونکنے کا انتظام ہے۔ بعض لوگ کھیل پٹے کے ملانے سے بے ادبی کرتے ہیں۔ بعض لوگ جھوٹی اور غلط روایات بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ قرار دے۔ بعض لوگ عورتوں سے نظم پڑھواتے ہیں۔ بعض کم عمر بے ریش لڑکوں سے پڑھواتے ہیں یہ گانا حرام اور غیر محرم اور ایسے لڑکوں سے پڑھوانا گناہ۔ بعض لوگ بعض باجے بھی ساتھ لگاتے ہیں۔ جن کے ساتھ عبادت کو فقہا نے کفر لکھا ہے۔ بعض لوگ روح مبارک کے آنے کا یقین کرتے ہیں۔ بلا شرعی دلیل یہ خیال گناہ ہے اور عقلاً ناممکن بھی ہے۔ کہ بوقت واحد لاکھوں جگہ آتا ہے۔ بعض لوگ ذکر خاص پر قیام کرتے ہیں۔ حالانکہ حضور نفس نفیس کے لئے قیام کرنا ناگوار سمجھتے تھے اس لئے صحابہؓ نہیں کرتے تھے۔ تو یہ ہر وقت ناگواری پیدا کرتے اور تکلیف دیتے ہیں۔ اگر ذکر پر قیام پسند ہوتا تو نماز میں درود قیام میں ہوتا۔ نہ کہ قعدہ میں۔ بعض لوگ محض نام نمود شہرت کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ یہ سب گناہ ہے۔ اور عبادت کی روح خلوص غائب کرنے کا جرم ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

حاصل یہ ہے کہ عبادت کو ان کفار کی مشابہت اور حرام یا ناجائز امور سے آلودہ کر کے کرنا عبادت کی توہین یا سخت گستاخی و بے ادبی ہوتی ہے۔ ان سب باتوں سے بچ بچ کر اس عبادت کو انجام دیا جائے اور ناقص طریقہ سے نہیں کامل عبادت اور کامل طریقوں سے انجام دینا ہی اس کے منافع کا حاصل کرنا ہے۔ اوپر کے بیان میں غور کرنے سے آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ اس عبادت کے اجزاء میں سے اگر بعض کو اختیار کرنا ہی ہے۔ تو اہم ترین کو اہم درجہ دے کر اور اس سے کم کو کم۔

ورنہ ہر ہر مسلمان کے لئے ذکر رسولؐ پورا پورا پوری پوری طرح اور تمام ذرائع سے ہر وقت ہر سیکنڈ ہونا ضروری ہے۔ یہی فلاح و کامیابی کا پودہ دو عالم کا میاب اور کیمیائی نسخہ ہے۔ اللہ تعالے ہم سب کو اس کی پوری شکل سے ادائیگی کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

یا رب العلمین۔



ہر مصیبت میں فقط اللہ تعالیٰ ہی بہترین کارساز ہے

جناب حاجی کمال الدین صاحب

سورۂ آلِ عمران کے اٹھارویں رکوع میں حضورؐ کے زمانہ میں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں ارشاد ہوتا ہے کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ ان لوگوں نے (یعنی دشمنوں نے) تمہارے (مقابلہ کے) لئے بڑا سامان جمع کر رکھا ہے سو تم کو ان سے ڈرنا چاہیئے۔ تو اس خبر نے ان کے ایمان کو اور زیادہ مضبوط کر دیا اور کہنے لگے کہ ہمیں حق تعالیٰ کافی ہے (ہر مصیبت میں وہی کفایت کرنے والا ہے) اور وہی بہترین کارساز ہے۔ پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل کے ساتھ (اس واقعہ سے ایسی طرح) واپس ہوئے کہ ان کے کوئی مضرت نہ پہنچی اور وہ رضائے حق کے تابع رہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ (مسلمانو! ایسے حوادث میں ایک بات سمجھ لو کہ اس قسم کے واقعات میں شیطان اپنے دوستوں سے ڈرایا کرتا ہے۔ تم ان سے نہ ڈرا کرو اور صرف مجھی سے ڈرا کرو۔ اگر تم مومن ہو۔

مطلب یہ ہے کہ جس وقت دشمنوں کے مقابلہ اور حملہ کی خبریں سنو تو اس سے خوف زدہ ہونے کی بات نہیں ہے۔ اللہ پر اعتماد کامل اور پورا بھروسہ رکھتے ہوئے اپنی امکانی تیاری کرو اور خوف صرف اس بات کا رکھو کہ ہم سے کوئی بات مالک کی مرضی کے خلاف صادر نہ ہو کہ اصل ہلاکت یہی ہے جو دنیا کی بھی ہلاکت ہے اور آخرت کی ہلاکت تو ہے ہی۔ اس کے علاوہ کسی سے خوف کی بات نہیں ہے۔ اس لئے کہ دوسرے آدمی اس سے زیادہ تو کچھ نہیں کر سکتے کہ وہ مار دیں گے۔ سو موت بہر حال آنے والی چیز ہے اور اپنے وقت سے پہلے آ نہیں سکتی۔

(آلِ عمران۔ ع ۸) قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (اے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم) آپ کہہ دیجئے کہ بیشک فضل (جس میں روزی بھی داخل ہے) تو خدا کے قبضے میں ہے۔ وہ اس کو جسے چاہیں عطا کر دیں اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں۔ (ان کے ہاں فضل کی کمی نہیں) خوب جاننے والے ہیں (کہ کس کو کس وقت کتنا دینا چاہیئے) خاص کر دیتے ہیں اپنی رحمت (اور فضل) کے ساتھ جس کو چاہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں۔

(نساء ع ۷) وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۝ اللہ تعالیٰ شانہٗ تمہاری مدد (اعانت) کے لئے بھی کافی ہے اور تمہاری حمایت کے لئے بھی کافی ہے۔

(نساء ع ۱۱) وَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ آپ اللہ ہی پر توکل کیجئے وہ کارساز ہونے کے لئے کافی ہے۔

(مائدہ ع ۴) وَعَلَي اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ صرف اللہ ہی پر بھروسہ کرو۔ اگر تم مومن ہو۔

(انعام ع ۲) قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۔ آپ کہہ دیجئے کیا اللہ کے سوا کسی اور کو مددگار بناؤں۔ وہ اللہ جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ سب کو روزی دیتا ہے۔ اس کو کوئی (بوجہ عدم اضیاج) روزی نہیں دیتا۔

(انعام ع ۲) وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۔ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اگر اللہ تعالیٰ تجھے کوئی مضرت پہنچائیں تو اس کا دور کرنے والا ان کے سوا کوئی نہیں اور اگر وہ کوئی نفع پہنچائیں تو (کوئی روکنے والا نہیں) وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(انفال ع ۷) وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے (تو وہ اکثر غالب رہتا ہے اس لئے کہ) اللہ تعالیٰ بلاشبہ زبردست ہے (وہ اپنے اوپر اعتماد رکھنے والے کو غالب کرتا ہے اور اگر کبھی ایسا نہ ہو تو اس میں کوئی حکمت ہوتی ہے کیونکہ) وہ حکیم ہے۔

(انفال ع ۸) وَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ آپ اللہ پر توکل کیجئے۔ بیشک وہ سننے والا ہے۔ جاننے والا ہے۔ (لوگوں کی پکار کو بھی سنتا ہے اور ان کے احوال سے بھی بخوبی واقف ہے۔

(یونس ع ۲) وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَاۗىِٕمًا ۔ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۔ جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے لیٹے بھی بیٹھے بھی کھڑے بھی۔ پھر جب ہم (اس کی آہ و زاری سے) وہ تکلیف ہٹا دیتے ہیں تو پھر وہ (ہم سے ایسا بے تعلق) ہو جاتا ہے۔ گویا ہم کو کسی تکلیف کے لئے پکارا ہی نہ تھا (یہ بڑی حماقت ہے)

اسی طرح اسی سورۂ یونس کے چوتھے رکوع میں ارشاد ہے۔ آپ ان سے پوچھیں وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے یا وہ کون ہے جو تمہارے کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے پیدا کرتا ہے اور وہ کون ہے جو سارے کاموں کی تدبیر کرتا ہے۔ پس وہ لامحالہ یہی کہیں گے کہ یہ سب کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ پھر آپ ان سے کہئے کہ تم پھر اس سے کیوں نہیں ڈرتے۔ (دوسروں سے کیوں ڈرتے ہو)

اسی طرح سورۂ یونس کے نویں رکوع میں ہے: اور موسٰی (علیہ السلام نے اپنی قوم سے) فرمایا کہ اے میری قوم! اگر تم (سچے دل سے) اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اس پر توکل کرو اگر تم مسلمان ہو۔ پس ان لوگوں نے (جواب میں) کہا کہ ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا۔

اسی سورۂ یونس کے گیارھویں رکوع میں ہے۔ اگر تم کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو بجز اس کے کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ کوئی راحت پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں۔ وہ اپنا فضل جس کو چاہے پہنچائے

ایڈیٹر
عبد المنان
چوہان

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

شرح چندہ
سالانہ: گیارہ روپے ششماہی: چھ روپے
سہ ماہی: تین روپے

منظور شدہ محکمۂ تعلیم و جیل مغربی پاکستان

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا